دفع الهفوات
برفع الایدی
فی الدعوات

مصنف

حضرت مولانا شا صوفي ظفر احمد صديقي جونفوري

باهتمام

مولانا محمد فضيل بن مولانا محمد غالب حسين جونفوری

ناشر

مرکز طالب العلوم

ملا ٹوله جونپور (الهند)

فہرست مضامین دفع الہفوات برفع الایدی فی الدعوات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله ذی العز والسلطان : الذی خلق لعبادته الانس والجان : وجعل الـدعاء مخ العبادة ومن يستنكف عن دعائه يُدخله جهنم داخرا مع الشيطان : ومن لم يسأل الله يغضبه وهو الرحيم الرحمن : وقال بفضله اجيب دعوة الداع اذادعان: والـصـلـوة والسلام علي حبيب المجيب المنان : الذي قال سلوا الله ببطون اكفكم بـالشـوق والهيـمـان : وجـعـل الرفع ادب الدعاء لاظهار التذلل والخضعان : وعلىٰ اصحابه الذين دعوا الله مخلصين له الدين فرضى عنهم الغفور الديان :

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خاص اس کی شکل وصورت پر تخلیق فرمایا اور اس کے خواص وخصال وعادات بھی پیدا فرمائے اسی طرح ہر چیز کے کرنے کا کچھ طریقہ اور ادب بھی سکھلایا گیا کہ بغیر اس ادب کے ملحوظ رکھے ہوئے وہ چیز صحیح نہیں ہوتی اور نہ اس پر اس کے نام کا اطلاق ہی درست ہوتا ہے۔

دنیا کی کوئی شی ہو اس کی کوئی نہ کوئی صورت ہوگی بغیر اس صورت کے اس کا وجود متصور نہیں ہوگا۔

دعا جو عبادت کا مغز ہے اور حقیقت میں عبادت ہی ہے بغیر آداب وشرائط اور خاص وضع وصورت کے کیسے ہوسکتی ہے۔ ان آداب وشرائط کو ترک کرکے اس پر دعا کا اطلاق کیسے ہوسکتا ہے۔

مولوی حبیب الرحمٰن عثمانی ''اسلام میں دعا کی اہمیت'' میں لکھتے ہیں ''دعا کے موثر ہونے اور وعدۂ اجابت کے ساتھ کچھ شرائط وآداب شرع نے ایسے بھی بتلائے ہیں جن کے بغیر دعا موثر نہیں ہوتی۔ گویا حقیقت میں دعا پر دعا کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب کہ شرائط وآداب کی جامع ہو۔ (اسلام میں دعا کی اہمیت ص ۵۵)

کتاب اللہ اور دعا کتاب مقدس میں دعا کا ذکر بے شمار مواقع پر ہے۔ حقیقی اور ضمنی دعاؤں سے قرآن مجید کا خاص تعلق ہے ارشاد فرماتے ہیں: **اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ**۔ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ **اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ** ط تم اپنے رب سے عاجزانہ اور خفیہ دعا کرو بیشک اللہ تعالیٰ حد ادب سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ دعا کرنے والے کی دعا میں قبول کرتا ہوں جب کہ وہ (ادب و شرط کے ساتھ) مجھ سے دعا کرے۔

دعاء میں ہاتھ اٹھانا عاجزی و تضرع کی صورت ہے

وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ (پارہ ۱۸۔ رکوع ۴۔ المومنون)

اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو وہ لوگ نہ اپنے رب کے سامنے گڑگڑائے اور نہ عاجزی اختیار کی۔ (پارہ ۱۸۔ رکوع ۴۔ المومنون)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاتھوں کا دعا میں اٹھانا اس استکانت میں داخل ہے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے **فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ** میں فرمایا ہے۔

جیسا کہ اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین کی جلد خامس میں علامہ سید محمد ابن محمد الحسینی الزبیدی الشہیر بمرتضی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے (۱)۔

---

(۱) علامہ سید محمد ابن محمد الحسینی الزبیدی الشہیر بمرتضی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ۔ بلگرام ضلع ہردوئی کے رہنے والے اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ ۱۱۴۵ھ ۱۷۲۲ء میں بلگرام میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی اس کے بعد سندیلہ پہونچے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اس کے بعد خیرآباد والہ آباد ہوتے ہوئے دہلی آئے اور حضرت محدث کبیر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ء میں حجاز کا سفر کیا اور وہاں سے زبید گئے اور وہیں رہ گئے۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ ہے یہ سب ہی عربی میں ہیں۔ ۱۲۰۵ھ ۱۷۹۱ء میں قاہرہ میں وفات پائی ۱۲ ظفر احمد صدیقی عفی عنہ

ومما يتعلق برفع الايدی عن علی رضی الله عنه مرفوعا قال رفع الايدی من الاستكانة التی قال الله عز وجل فما استكانوا لربهم ومايتضرعون۔ رواه الحاكم فی المستدرك۔

ان احادیث سے جو دعا میں ہاتھ اٹھانے سے متعلق ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا ہاتھوں کا اٹھانا اس استکانت (۱) میں داخل ہے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَايَتَضَرَّعُوْنَ ۔ میں فرمایا ہے۔

انحاف السادة المتقين جلد خامس ص ۳۴

اتحاف السادۃ جلد پنجم ص ۳۴

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ الْجُوْعِ فَمَا اسْتَكَانُوْا تَوَاضَعُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَايَتَضَرَّعُوْنَ يرغبون الى الله فی الدعاء

اور ہم نے ان کو بھوک کے عذاب سے پکڑا سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے عاجزی اختیار کی اور نہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں رغبت کی۔

تفسير جلالين ص ۲۹۱

(تفسیر جلالین ص ۲۹۱)

دونوں تفسیروں کے مطابق آیت کریمہ کا یہ مطلب ہوا کہ اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے عاجزی اختیار کرتے ہوئے دعاؤں کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں رغبت کی۔

اللہ قادر وصمد سبحانہ وتعالیٰ کی جناب قدس میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا کمال عاجزی اور استکانت کا اعلان عام ہے لیکن جو شخص خود اپنے کو عاجز نہ سمجھے ایسا متکبر تو دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے کو جو ذلت ومسکنت کا شعار ہے، باعث ننگ وعار سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلب وقالب سب کو نیاز کا مجسمہ بنادے اور دعاء کے ابواب کو اس کے آداب کے ساتھ کھولدے کہ دعا ہی اللہ رب العزت کی رحمت اور ابواب جنت کیلئے مفتاح ہے۔ من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له

(۱) استکانت: فروتنی کرنا۔ عاجزی ظاہر کرنا ۱۲

ابواب الرحمة وفی روایة ابواب الجنة . وفی روایة ابواب الاجابة. (ترمذی)۔

دعا سے سر اتابی کرنیوالوں کے لئے شدید ترین وعید

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ
(المومن، پارہ۲۴، رکوع۱۱)

اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔
(المومن، پارہ۲۴، رکوع۱۱)

مفسرین نے عبادت سے دعا مراد لیا ہے اور یہی تفسیر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

عن النعمان بن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدعاء هی العبادة قال ربکم ادعونی استجب لکم . رواه احمد والترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجه .
(مشکوۃ ص۱۹۴)

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے فرمایا تمہارے رب نے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔
(احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)
(مشکوۃ ص۱۹۴)

الحصر للمبالغة فان الدعاء غاية التذلل بین یدی الله تعالیٰ هو اصل العبادة وخلاصتها.
(بذل المجهود ۳٤۸)

یہاں حصر مبالغۃً ہے اس لئے کہ دعا اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی تذلل ہے جو اصل عبادت اور اس کا نچوڑ ہے۔
(بذل ج۲ ص۳۴۸)

عبادت کی حقیقت خضوع اور تذلل ہے جو دعا میں کامل طور پر موجود ہے اسی لئے دعا کو

مخ العبادۃ یعنی عبادت کا مغز فرمایا گیا ہے۔ خضوع وخشوع، باطنی اور قلبی کیفیت ہے جس کی صورت ظاہری ہاتھوں کو پھیلا دینے سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دور سے بھی دیکھنے والا دعا میں ہاتھ پھیلانے والے کو محتاج اور مجبور ہی سمجھتا ہے کیونکہ جو مجبور اور محتاج ہوتا ہے وہی دستِ سوال دراز کرتا ہے۔ کبھی غنی اور امیر کو بھکاریوں کی طرح ہاتھ پھیلائے ہوئے کسی کے سامنے نہیں دیکھا جاتا۔

ہاتھ پھیلانا ذلت واحتیاج کا ایسا مظاہرہ ہے جو اور کسی طریقہ اور نقشہ میں اتنا مکمل اور واضح نظر نہیں آتا۔ قلب کی انکساری کے ساتھ ہاتھوں کو پھیلا کر عاجزی کا علی الاعلان اظہار ظاہر وباطن کے اتحاد کی صحیح تصویر ہے۔ مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم رقمطراز ہیں "اگر دل میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہے تو دعا میں دونوں ہاتھ بھیک مانگنے والوں کی طرح پھیلا دینا سنت ہے تاکہ نقشہ ظاہر وباطن کا ایک ہوجائے۔" (انوار ساطعہ ص ۲۰۲)

ان الدعاء طلب الادنیٰ من الاعلیٰ شیئا ما علی جهة الخضوع والاستكانة
(حاشیہ حصن حصین ص ۱۰)

ذلت اور عاجزی کے ساتھ ادنیٰ کا اعلیٰ سے کسی چیز کا مانگنا دعا ہے۔
(حاشیہ حصن حصین ص ۱۰)

مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم بذل المجہود میں لکھتے ہیں:

فالاستدلال علی كون الدعاء هی العبادة بقوله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ فانه اطلق لفظ العبادة علی الدعاء معناه ان الذین لایدعون

اللہ تعالیٰ کے قول الذین یستکبرون الآیۃ سے دعا ہی کے عبادت ہونے پر استدلال ہے کیونکہ لفظ عبادت کا اطلاق دعا پر ہوا ہے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے اور سرتابی کرتے

الـلـه ويتـركـون الدعاء استكبارا فهم يستـكـبـرون عـن عبـادة الله سبحانه وتعالىٰ فثبت بها ان الدعاء هى العبادة فـان قـولـه تـعـالـىٰ "ادعونى" بصيغة الامـر هـو لـلـوجـوب وقـولــه تـعـالـىٰ "سيـدخـلون جهنم داخرين" اطلاق الـوعيـد يـدل عـلـى فـرضية الدعـاء ووجـوبـه واجـمـعـت الامة على عدم الـوجـوب قـلـت ان الـدعاء مفهومـه يشـمـل جميع العبادات من الفرائض والـنـوافـل فـبـعـض افــرادهـا فـرض وبـعـضـهـا نفل فلا اشكال فيه اويقال ان الامـر لـلا ستحباب والوعيد ليس عـلى ترك الدعامطلقا بل على تركها استكبارا

(بذل المجهود جلد ثاني ص٣٢٨)

ہوئے دعا ترک کردیتے ہیں پس وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت سے سرتابی کرتے ہیں۔تو یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ دعا ہی عبادت ہے۔یہاں اگر تم یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کا قول ادعونی صیغۂ امر ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا سیدخلون جھنم داخرین مطلقا وعید ہے جو فرضیت ووجوب دعا پر دلالت کرتا ہے اور امت کا اجماع عدم وجوب پر ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ دعاء اپنے مفہوم کے اعتبار سے تمام عبادات فرائض ونوافل کو شامل ہے۔اس کے بعض افراد فرض اور بعض نفل ہیں۔تب اس میں کچھ اشکال نہیں ہے۔یا یہ جواب ہوسکتا ہے کہ امر استحباب کیلئے ہو اور وعید مطلقا ترک دعا پر نہ ہو بلکہ استکبارا ترک دعا پر ہو۔

(بذل المجہود جلد ثانی ص٣٢٨)

منافقین دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

منافق مرد اور عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی

وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ط نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ط اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

(التوبۃ پارہ ۱۰، رکوع ۱۵)

باتوں سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بندر کھتے ہیں۔

انھوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا بلاشبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں۔ (التوبۃ پارہ ۱۰، رکوع ۱۵)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء علوم الدین کی شرح اتحاف السادۃ المتقین میں علامہ سید مرتضی محمد ابن محمد الحسینی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ''يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ '' کی تفسیر یہ ہے کہ منافقین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے دعا میں اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے۔

وقد ذم اللہ قوما لا یبسطون ایدیھم فقال ویقبضون ایدیھم جاء فی التفسیر لا یرفعونھا الینا فی الدعاء۔

(اتحادف السادۃ المتقین جلد خامس ص ۳۴)

بلاشبہ اللہ عز وجل نے ایسے لوگوں کی مذمت میں جو اپنے ہاتھوں کو نہیں پھیلاتے 'ونقبیضون ادیھم' ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی تفسیر میں وارد ہے کہ وہ منافقین دعا میں ہاتھوں کو ہماری طرف نہیں اٹھاتے۔

(اتحادف السادۃ المتقین جلد خامس ص ۳۴)

دعا میں استکباراً ہاتھ نہ اٹھانا متکبرین کی عادت ہے اور یہی عار واستنکاف (۱) منافقین کو بھی ہے کہ قادر وقدیر کی جناب میں اپنے احتیاج کی ظاہری صورت اختیار کرنے سے شرماتے ہیں اور گھن کرتے ہیں

---

(۱) استنکاف: تکبر کرنا۔ ننگ وعار یا غرور کی وجہ سے باز رہنا ۱۲

دعا عاجزی ظاہر کرتے ہوئے اور چپکے چپکے کرو

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

(الاعراف۔ پارہ ۸۔ رکوع ١٤)

اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے بھی (البتہ یہ بات) واقعی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو دعا میں حد ادب سے نکل جاویں۔ (الاعراف۔ پارہ۸۔ رکوع۱۴)

قوله اُدْعُوْا رَبَّكُمْ لان الدعاء هو السوال والطلب وهو نوع من انواع العبادة لان الداعی لايقدم علی الدعاء الا اذا عرف من نفسه الحاجة الی ذالك المطلوب وهو عاجز عن تحصيله وعرف ان ربه سبحانه وتعالٰی يسمع الدعاء ويعلم حاجته وهو قادر علی ايصالها الی الداعی فعند ذالك يعرف العبد نفسه بالعجز و النقص ويعرف ربه بالقدرة والكمال كما بينه فی الخطيب ـ

(حاشيه علی جلالين ص ١٣٤)

اپنے پروردگار سے دعا کرو اس لئے کہ دعا ہی سوال اور طلب ہے اور وہ انواع عبادت میں سے ایک نوع ہے کیونکہ بلاشبہ دعا کرنے والا دعا اسی وقت کرتا ہے جب کسی مطلوب کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور وہ خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز و مجبور ہوتا ہے اور یہ بھی سمجھ لیتا ہے کہ اس کا رب سبحانہ وتعالیٰ دعا سنتا ہے اور اس کی حاجت سے باخبر ہے اور اسکے مقصود کو برلانے پر قادر ہے پس اسوقت وہ بندۂ داعی اپنے عجز و نقص کا یقین کرتے ہوئے اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت وکمال کا بھی معترف ہوجاتا ہے (حاشیۂ جلالین ۱۳۴)

تفسیر جلالین شریف میں ہے المعتدین فی الدعاء بالتشدق ورفع الصوت یعنی دعا میں تجاوز کرنے والے وہ ہیں جو بہ تکلف فصاحت وسجع کے ساتھ منھ بنا کر دعا کرتے ہیں اور دعا میں آواز بلند کرتے ہیں۔

دعا سرًا و خفیۃً ہونا چاہئے۔ دعائے خفی کو بہترین دعا فرمایا گیا ہے۔ خیر الدعاء الخفی۔ وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم دعوة فی السر تعدل سبعین دعوة فی العلانیة ۱۲ (الکبیر حاشیہ علی جلالین ۱۳۴)۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک آہستہ دعا زور کی ستر دعا کے برابر ہے۔

عن جریح الرافعین اصواتهم بالدعاء وعنه الصیاح مکروه وبدعة۔ (حاشیہ علی جلالین ۱۳۴)

ابن جریح رحمہ اللہ کے نزدیک معتدین سے مراد بآواز بلند دعا کرنے والے ہیں اور ان کے نزدیک چیخ کر دعا کرنا مکروہ اور بدعت ہے۔ (حاشیہ جلالین ص ۱۳۴)

انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول سیکون قوم یعتدون فی الدعاء فایاك ان تکون منهم وایضا یقول انه سیکون قوم یعتدون فی الدعاء وقرأ هذه الایة ادعوا ربکم تضرعا وخفیة الحدیث الاعتداء فی الدعاء ان یدعو بما یستحیل شرعا اوعادة مثل طلب النبوة بعد خاتم النبین اوعدم وجود الأدمیین او مافی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایسے لوگ بھی ہونگے جو دعا میں حد ادب سے نکل جائیں گے تم ان میں شامل ہونے سے اجتناب کرو اور نیز ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو دعا میں حد سے تجاوز کریں گے اور یہ آیت تلاوت فرمائی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة الحدیث دعا میں تجاوز کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز شرعاً یا عادۃً ناممکن ہے اس کی دعا کرے جیسے

معناه من نزول سماء وطلوع ارض وغيرهما وقيل هو الصياح في الدعاء۔

(بذل المجهود ج ثاني ص ٣٤٨)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی طلب یا وجود آدمی کے عدم کی دعا یا اس کے ہم معنیٰ نزول سماء یا طلوع ارض وغیرہما کی دعا۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اعتداء کا مطلب دعا میں چیخنا ہے۔

(بذل المجہود جلد دوم ص ۳۴۸)

اعتداء کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جو آداب وشرائط دعا کے ہیں اس کے خلاف اپنی فہم سقیم کے مطابق دعا کرے مثلاً دعا کا ادب ہاتھوں کو اٹھانا اور ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف پھیلانا ہے اس کو ترک کرکے دعا کرے۔ اس بے ادبی سے دعا کا صحیح مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مولفہ' مولانا محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری مطبوعہ مشہور عالم پریس لاہور کے ص ۲۷ میں ہے۔

''فرمایا (امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہ ایک روز بعد اذان نماز دعا پڑھتا تھا لیکن ہاتھ زانو پر رکھے ہوئے تھے خیال آیا کہ اس طرح سے دعا مانگنا بعید از ادب ہے۔ ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کی۔ آواز آئی کہ اس ادب کے عوض تجھکو کبھی اور کچھ عذاب نہ ہوگا۔''

فتاویٰ سراجیہ میں ہے يستحب في الدعا الا خفاء ورفع الصوت بدعة .

(فتاویٰ سراجیہ ص ۲۷۶)

دعا میں اخفاء مستحب ہے اور بلند آواز سے دعا کرنا بدعت ہے۔

(فتاویٰ سراجیہ ص ۲۷۶)

دعا ضروری ہے اسی لئے نمازوں کے بعد دعا کا تارک مستحق تعزیر ہے

قوله قال ربكم ادعونی استجب لكم الاية لقد تضمنت شرائع الاسلام باسرها دعوات صريحة اوضمنية فكان الامر بالدعاء هو الامر باتيانها بحسب الحقيقة ولاشك ان الا باء عن الدعاء على هذا التقدير انما هو اباء عن شعائر الشرع فلامحالة يكون سببا للعقاب ولكنا معاشر العوام الذى عمتهم الغفلة واحاطت بهم القسوة حتى لايكاد احدنا يؤدى الاحكام حسب ما امربه لسنانتمكن من الا كتفاء بالدعوات الضمنية التى اشير اليها فى الاية بل لابد من اتيان الدعاء مستقلا على حدة فيعزر تارك الدعوات بعد الصلوات ولايعذر على تركها۔

اللہ تعالیٰ کا قول ''قَالَ رَبُّكُمُ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ'' تمام شرائع واحکام اسلامی کو شامل ہے خواہ صریحی دعائیں ہوں یا ضمنی پس دعا کا حکم حقیقت ہی کے اعتبار سے اسکو بجالانے کا حکم ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اس تقدیر پر دعا سے روگردانی کرنا شعائر اسلام کا انکار ہے تو لامحالہ سبب عقاب ہوگا۔
لیکن ہم گروہ عوام جن پر غفلت طاری ہے اور قسوت نے انکو گھیر رکھا ہے یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی تقریباً حسب امر، احکام کو ادا نہیں کرسکتا نہ ہم صرف ان ضمنی دعاؤں پر اکتفاء کی طاقت رکھتے ہیں جن کا اشارہ آیت کریمہ میں ہے بلکہ اس وقت ضروری ہو جاتا ہے کہ مستقلاً علی حدہ دعا کی جاتی رہے۔ اسی لئے نمازوں کے بعد دعاؤں

(الکواب الدری لمولانا محمد یخی الکاندالدھلوی مرحوم جلد ثانی ص ۲۹۱)

کے تارک کو سزا دیجائیگی اور ترک دعا پر معذور نہ سمجھا جائیگا۔

(الکواکب الدری جلد دوم ص ۲۹۱)

دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق چند احادیث

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم

عن مالك بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذاسألتم الله فاسألوه ببطون اكفكم ولا تسألوه بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم وفي رواية ابن عباس قال سلوا الله ببطون اكفكم ولاتسألوه بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا بهاوجوهكم رواه ابوداؤد (مشكوة ص ۱۹۵)

قوله ببطون اكفكم لانه صورة الطلب والا يقان بالاجابة

(لمعات على المشكوة ص ۱۹۵)

فعليكم عبادالله بالدعاء رواه الترمذی

(مشكوة ص ۱۹۵)

حضرت مالک بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے کرو ہاتھوں کی پشت سے نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے سوال کیا کرو ہاتھوں کی پشت سے نہیں۔ جب دعا سے فارغ ہوجاؤ تو ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیرو۔ (ابوداؤد)

ہتھیلیاں پھیلا کر دعا کرنے میں قبولیت دعا کے یقین قلبی کا اظہار ہے۔ اور یہی مانگنے کی صورت ہے۔ (لمعات)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے
اللہ کے بندو دعا کو لازم کرلو۔

(ترمذی) بحوالہ مشکوۃ ص ۱۹۵)

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا عمومی مطلقاً حکم بلا کسی قید کے وارد ہے تو کسی بھی دعاء کے موقع پر جو حدیث وقرآن سے ماثور ہو یا خود وہ اپنی زبان میں کر رہا ہو، امتثال امر میں ہاتھ اٹھانا سنت ہوگا۔

جن ادعیہ میں صراحۃ ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے تو بھی وہاں بموجب اس امر کے ہاتھ اٹھانا سنت و مستحب ہوگا۔ جبکہ ان مواقع پر کسی راوی نے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت کا ذکر بھی نہیں کیا ہے۔ ہاتھ اٹھانے سے بلا دلیل منع، مانع ہونا، اس امر کی خلاف ورزی ہوگی اور وہ منع کرنے والا خود اس امر شریف کا مٹانے والا اور رد کرنے والا ہوگا۔ غور کرو اور خوب سمجھ لو۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وسلوا الله ببطون اكفكم ولا تسألوه بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم قال القارى قال ابن حجر ان الائق لطالب شیء ينالـه ان يمد كفه الى المطلوب ويبسطها متضرعا ليملاها من عطائه الكثير الموذن به رفع اليدين اليه جميعا اما من سأل دفع شئى وقع به من البلاء فالسنة ان يرفع الى السماء ظهر كفيه ۲؎

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ذریعہ دعا کرو اس کی پشت سے دعا نہ کرو جب دعاء سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں سے اپنے چہروں کا مسح کرلو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایسی چیز جس کا لینا مقصود ہو اس کے طالب کے مناسبِ حال یہی ہے کہ اپنے ہاتھوں کو کھول کر عاجزانہ طور پر مطلوب کی طرف بڑھادے تاکہ وہ

اتبـاعـا لـه عليـه السلام وحكمتـه
التفـاول فـى الاول بحصول المامول
وفى الثانى بدفع المحظور
(بذل المجهود ج ثانى ص ٣٥٠)

ويخـالف هـذا الحـديث بظـاهره مـااخـرجـه مسـلـم فى صحيحه عن انـس ان الـنبـى صـلى الله عليه وسلم كـان لا يـرفع يديه فى شئى من دعائه الا فـى الا ستسقـاء حتى يرى بياض ابـطيه قال النووى هذا الحديث يوهم ظـاهـره انـه صـلى الله عليه وسلم لم يـرفـع يـديـه الا فى الاستسقاء وليس الامـر كـذلك بـل قـد ثبت رفع يديه صـلـى الـله عليه وسلم فى الدعاء فى مـواطن غير الاستسقاء وهى اكثر من ان تـحصرو قد جمعت منها نحوا من ثـلثيـن حـديثـا مـن الـصـحيحين او احدهما وذكرتها فى اواخرباب صفة الـصلوة مـن شـرح المهذب ويتاول هذا الحديث على انه لم يرفع الرفع

تاکہ وہ جس کی طرف دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ اٹھا کر اپنی حالت کا اظہار کر رہا ہے اپنی کثیر عطا اور بخشش سے بھر دے۔

لیکن وہ جو دفع بلا کیلئے سوالی ہو تو اس موقع پر سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی پشت کو آسمان کی طرف اٹھائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں، پہلی صورت میں حصول مطلوب کیلئے تفاول مقصود ہے اور دوسری میں محظور اور ناگوار چیز کا دفع کرنا۔

(بذل المجھود جلد ۲ ص ۳۵۰) بظاہر اس حدیث کی وہ حدیث جو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ استسقاء کے کسی دعا میں اتنا ہاتھ نہیں اٹھایا کہ بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جائے۔

نوویؒ کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے وہم ہوتا ہے کہ استسقاء کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں ہاتھ مبارک نہیں

البليغ بحيث يرى بياض ابطيه الا فى الاستسقاء او ان المراد لم اره رفع وقدراه غيره رفع فيقدم المثبتون فى مواضع كثيره وهم جماعات على واحد لم يحضر ذالك ولابد من تاويله لما ذكرنا والله اعلم انتهى۔

(بذل المجهود جلد ثانى ص ٣٥١)

اٹھائے حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے بلکہ استسقاء کے علاوہ بے شمار مقامات میں دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور میں نے تیس کے قریب بخاری و مسلم کی احادیث شرح مہذب کے باب صفۃ الصلوۃ کے اخیر میں جمع کردی ہیں حضرت انس ؓ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دعا میں سوائے استسقاء کے اتنا زیادہ اونچا ہاتھ نہیں اٹھایا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجائے یا مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ اٹھایا ہو حالانکہ ان کے علاوہ دوسروں نے دعا میں ہاتھ اٹھانا دیکھا ہے لہذا اتنی کثیر جماعات جن سے بہت سے مواقع پر ہاتھ اٹھانا ثابت ہے ایک شخص پر جس نے اس کا استحضار نہیں کیا ہے یقیناً مقدم اور قابل ترجیح ہوگی اور اس کی تاویل ضروری ہوگی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

(بذل المجہود ج۲ ص۳۵۱)

دعا کا طریقہ

عن ابن عباس قال المسألة بحذف المضاف اى ادب السوال بذل المجهود۔ ان ترفع يديك حذو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاؤ یا اسکے قریب

منكبيك اونحوهما اى قريبا منها والاستغفار ان تشير باصبع واحدة والا بتهال ان تمديديك جميعا وفى رواية والا بتهال هكذا ورفع يديه وجعل ظهورهما ممايلى وجهه رواه ابوداؤد۔ (مشكوة ص ١٩٦)

اور استغفار میں ایک انگلی سے اشارہ کرو۔ اور ابتہال کی صورت یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کو ایک ساتھ پھیلاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ ابتہال کا یہ طریقہ ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اس کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف کر دیا۔

ابوداؤد (مشکوۃ ص۱۹۶)

دعا میں ہاتھ اٹھانا قبولیتِ دعا کی علامت ہے

عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حيى كريم يستحى من عبده اذا رفع يديه اليه ان يرد هما صفرا رواه الترمذى وابو داؤد والبيهقى فى الدعوات الكبير۔ (مشكوة ص ١٩٥)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا رب نہایت حیا والا اور کریم ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسکو خالی ہاتھ لوٹا دینے سے حیا آتی ہے۔

ترمذی، ابوداؤد و بیہقی (مشکوۃ ۱۹۵)

دعا میں ہاتھ اٹھانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی

كان اذا دعا جعل بطن كفه الى وجهه

(جامع صغير للسيوطى)

آپ جب دعا فرماتے تھے تو ہاتھ کی ہتھیلی منہ مبارک کی طرف کرتے تھے۔

(جامع صغیر)

کان استمرار کے لئے ہوتا ہے اور اس سے مواظبت بھی ثابت ہوتی ہے اور مواظبت سے وجوب ثابت ہوتا ہے جیسا کہ طحطاوی حاشیۂ درمختار میں ہے۔ لتعبیرہ بکان المفیدۃ للمواظبۃ المفیدۃ للوجوب۔

کان اذا دعا الخ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اور مواظبت کا ثبوت واضح ہے۔

مولانا عبدالسمیع صاحب میرٹھی مرحوم لکھتے ہیں: دعا کے معنی شرع میں ہیں السوال من اللہ الکریم یہ دونوں جگہ ایک ہیں اور ان مقامات میں یہ بات کسی راوی نے روایت نہیں کی کہ حضرت نے دعا کرنے میں ہاتھ نہیں اٹھائے بلکہ علی الاطلاق عادت حضور کی تھی کہ جب دعا کرتے ہاتھ اٹھاتے جیسا کہ جامع صغیر میں جلال الدین سیوطی نے نقل کیا ہے کان اذا دعا جعل بطن کفه الی وجهه یعنی آپ جب دعا کرتے تھے تو ہاتھ اٹھانے میں ہتھیلی ہاتھ کی منھ کی طرف کرتے تھے اور ارشاد جناب یہی ہے کہ تم جب سوال کرو تو ہاتھ اٹھا کر ہتھیلی پھیلا کر سوال کرو پس احادیث فعلیہ وقولیہ ہر طرح سے رفع یدین عند الدعاء ثابت ہوا۔"

(انوار ساطعہ ص ۵۶ مطبوعہ مطبع نعیمی واقع مراد آباد۔)

دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ابراہیمی ہے

فانطلق ابراهيم حتى اذا كان عند الثنية حيث لا يرونه استقبل بوجهه البيت ثم دعا بهولاء الدعوات ورفع يديه فقال رَبِّ اِنِّىٓ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِىۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَيۡتِكَ	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوکر جب مقام ثنیہ تک پہونچے جہاں سے لوگ ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے تو کعبہ کی طرف رخ فرمایا پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں

الْمُحَرَّمِ حتی بلغ يَشْكُرُوْنَ۔
(صحيح البخاری كتاب الانبياء باب يزفون النلان فی المشی جلد اول ص ۴۷۵)

مانگیں۔رَبِّ اِنِّی الخ یعنی اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (کف دست) میدان میں جوزراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں، اے ہمارے رب تا کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو (محض اپنی قدرت) سے پھل کھانے کو دیجئے تا کہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں۔
(صحیح بخاری المجلد الاول ص ۴۷۵)

دعامیں ہاتھ اٹھانے کے ساتھ، اکلِ حلال اور ممنوعاتِ شرعیہ سے اجتناب بھی ضروری ہے

وفی صحيح مسلم عن ابی هريرة مرفوعا فی الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمديديه الی السماء يارب يارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فانی يستجاب لذالك ـ
(اتحاف السادة المتقين جلد خامس ص ۴۱)

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اس شخص کے بارے میں جو طویل سفر کر چکا ہو پراگندہ بال غبار آلود چہرہ کی حالت میں آسمان کی جانب اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر کہہ رہا ہو یا رب یا رب حالانکہ اسکا کھانا، پینا، لباس سب ہی حرام ہو اور حرام سے پرورش بھی

ہوئی ہوتو اس کی دعا کب قبول ہوگی۔

(اتحاف السادۃ المتقین جلد ۵ ص ۴۱)

دعا میں ہاتھ اٹھانا قیامت کی ہتھکڑی سے محفوظ رکھے گا

وقال ابوالدرداء رضی الله عنه ارفعوا هذه الا يدى قبل ان تغل بالاغلال رواه الفريابى فى الذكر ۔ احياء علوم الدين ۔

(اتحاف السادة المتقين جلد خامس ص ۳٤)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان ہاتھوں کو اٹھالو قبل اس کے کہ اس میں ہتھکڑیاں لگادی جائیں۔

(اتحاف السادۃ المتقین جلد پنجم ص ۳۴)

وضو کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن ابى موسىٰ قال دعا النبى صلى الله عليه وسلم بماء فتوضأ ثم رفع يديه فقال اللّٰهم اغفر لعُبَيْد ابى عامر ورأيت بياض ابطيه فقال اجعله يوم القيامة فوق كثير من خلقك من الناس ۔

(صحيح البخارى كتاب الدعوات باب الوضوء عند الدعاء جلد ثانى ص ۹۴۴)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگا کر وضو فرمایا پھر اپنے دست اقدس دعا کیلئے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی دیکھ لی اور دعا فرمایا یا اللہ عُبَید ابو عامر کی مغفرت فرما۔ یا اللہ ان کو قیامت کے روز اپنی مخلوق کے بہتوں سے بلند مقام عطا فرما۔

(صحیح بخاری جلد دوم ص ۹۴۴)

دعامیں ہاتھ اٹھانے کاباب اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری میں

باب رفع الایدی فی الدعاء قال ابوموسی دعا النبی صلی الله علیه وسلم ثم رفع یدیه ورأیت بیاض ابطیه ۔ وقال ابن عمر رفع النبی صلی الله علیه وسلم یدیه اللهم انی ابرأ الیك مماصنع خالد عن یحی بن سعید وشریك سمعا انسا عن النبی صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حتی رأیت بیاض ابطیه ۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب رفع الایدی فی الدعاء جلد ثانی ص ۹۳۸)

دعا میں ہاتھ اٹھانے کا باب۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو یہاں تک اٹھایا کہ میں نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی دیکھ لی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس اٹھا کر کہا اے اللہ میں خالد کے فعل سے بری ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ہاتھوں کو دعا میں اٹھایا کہ میں نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی دیکھ لی۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۹۳۸)

دعامیں ہاتھ اٹھانے سنن سے ملتاہے

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مامن عبد یرفع یدیه حتی یبد وابطه یسأل الله مسألة الا اتاها ایاه مالم یعجل قالوا یا رسول الله

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوکوئی بندہ یہاں تک ہاتھ اٹھا کر کہ اس کی بغلیں ظاہر ہوں اللہ تعالیٰ سے سوال کرے

وكيف عجلته قال فيقول قد سألت سألت فلم اعط شيئا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات ص ۲۲۰)

تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی دیتا ہے، جب تک جلدی نہ کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور جلدی کرنی اس کی کیونکر ہے فرمایا آپ نے یہ کہے میں نے سوال کیا اور سوال کیا اور مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات ص ۲۲۰)

دعا سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لے

عن السائب بن يزيد عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا دعا فرفع يديه مسح وجهه بيديه

(مشکوۃ ص ۱۹۶)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو بغیر منہ مبارک پر پھیرے ہوئے نیچے نہ اتارتے تھے۔

(مشکوۃ ص ۱۹۶)

اجتماعی طور پر تمام مقتدیوں کا امام کیساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا میں شریک ہونا

قال يحى بن سعيد سمعت انس بن مالك قال اتىٰ رجل اعرابى من اهل البدو الى رسول الله صلى عليه وسلم يوم الجمعة فقال يارسول الله هلكت الماشية هلك العيال هلك الناس فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه يدعو ورفع الناس ايديهم مع

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مویشی ہلاک ہو گئے، عیال ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو اٹھا کر دعا فرمائی اور تمام لوگوں نے

رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعون۔
(صحیح البخاری باب رفع الناس ایدیھم مع الامام فی الاستسقاء جلد اول ص ۱۴۰)

بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعائیں مانگیں
(صحیح بخاری جلد اول ص ۱۴۰)

استسقاء میں دعاء (نہایت اہم مضمون)

استسقاء لفظاً دعا کے معنی میں ہے یعنی طلب سقی، پانی مانگنا۔ چنانچہ خاص حالات کے تحت لفظ بھی ایسا ہی وضع کیا گیا جس میں دعا اور طلب کے معنی ہوں، انہی حالات کے لحاظ سے بہت سے افعال بھی اسی مناسبت سے اختیار کئے گئے جو عام حالات میں نسبۃً کم تھے۔ استسقاء میں رفتار۔ لباس دعا وغیرہا میں ابتہال وخشوع، استکانت وتضرع کا زیادہ مظاہرہ ہے اور موقع کی مناسبت سے اس کو خاص اہمیت بھی حاصل ہے۔

چونکہ عام حالات میں دعا کیلئے ہاتھوں کا اٹھانا اور پھیلانا ایسا مروج اور شائع تھا پھر اس کو سنت قدیمہ کی حیثیت بھی حاصل تھی اس لئے بوجہ شہرت اور شیوع کے رفع یدین کے تذکرہ سے عام حالات میں صرف نظر کیا گیا۔ اور یہاں ہاتھ اٹھانے میں انتہائی مبالغہ بھی ہے جو دیگر مواقع میں نہیں ہے اس لئے ناقلین نے ذرا وضاحت سے نقل فرمایا۔ دعا کے آداب میں سے ہاتھوں کا اٹھانا ایسا ادب غالب ہے کہ بغیر اس کے دعا کا تصور ہی نہیں ہوتا۔ اور نہ اس پر دعاء کا اطلاق ہی صحیح ہوتا ہے۔

دعا کے ذکر کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھانے کا تصور یقینی ہے جیسے وصف سخاوت میں حاتم کی شہرت نے اس کی ذات ہی کو سخاوت کے مترادف کر دیا ہے۔ حاتم سے سخی مراد لینا بھی مسلم ومعروف ہے۔ اسی طرح دعا میں ہاتھ اٹھانے کو داعی سے تشبیہ دیکر واضح کرنا بھی مشہور ہے۔

وتر کے قنوت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا وارد ہے اس قول کو در مختار میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وقیل کالداعی جس کے تحت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ای عن ابی یوسف انہ یرفعهما الی صدره وبطونهما الی السماء امداد والظاهر انه يبقيهما كذالك الى تمام الدعاء على هذه الرواية ۔(درالمختار جلد اول ص ۶۲۳)

دیکھئے ہاتھ اٹھانے اور سینہ تک لانے اور ہتھیلیوں کو آسمان کی جانب کرنے کو داعی سے تشبیہ اس کی بدیہیت وشہرت اور دعا کے مزاج میں شامل ہونے کی وجہ سے دی جا رہی ہے۔

دعا میں ہاتھ اٹھانا اس قدر متعارف و بدیہی ہے کہ یرفعهما الی صدره وبطونهما الی السماء (یعنی ہاتھوں کو سینہ تک اٹھائے اور ان کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں) کی جگہ صرف کالداعی (یعنی دعا کرنے والے کی طرح) تحریر کر رہے ہیں اور کالداعی سے ہاتھ اٹھانے کے جملہ حکم کو سمجھنا یرفعهما الی صدره وبطونهما الی السماء سے زیادہ سہل طریقہ سے سمجھا جا رہا ہے۔

باب استسقاء صحیح بخاری میں خطبۂ جمعہ کی حالت میں دعا کا ذکر جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متعدد اسنادسے مختلف تراجم ابواب کے تحت موجود ہے اور واقعہ ایک ہی ہے اس میں بعض راوی نے ذکر دَعَا (یعنی دُعاء کیا) کے بعد رفع یدیہ (یعنی اپنے ہاتھوں کو اٹھایا) کی تشریح بھی کردی ہے اور بعض راوی نے بلا تشریح رفع یدہ صرف دَعَا کا ذکر کیا ہے اور بعض راوی نے دَعَا اور رَفَعَ یَدَیْهِ کا ذکر کئے بغیر صرف قَالَ (یعنی فرمایا) سے تعبیر کی ہے اور بعض راوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا شریک دعا ہو کر ہاتھ اٹھانے کا ذکر بھی کیا ہے۔

صحیح بخاری سے حدیث انس رضی اللہ عنہ کا اجمالی نقشہ ملاحظہ ہو

ابوضمرۃ انس بن عیاض قال حدثنا شریک بن عبداللہ بن ابی نمرانہ سمع انس بن مالک (صحیح البخاری ج ا باب الاستسقاء فی المسجد الجامع ص ۱۳۷)	فادع الله ان يغيثنا قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللّهم اسقنا اللهم اسقنا ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
اسمٰعیل بن جعفر عن شریک عن انس (صحیح البخاری المجلد الاول باب الاستسقاء فی خطبۃ الجمعۃ ص ۱۳۸)	فادع الله يغيثنا فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه ثم قال اللهم اغثنا اللهم اغثنا ۔ ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ الانصاری عن انس (صحیح البخاری ج ا باب من تمطر حتی یتحادر علی لحیۃ ص ۱۴۰)	فادع الله يسقينا قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔
یونس عن ثابت عن انس ۔ کتاب الجمعۃ حماد بن زید عن عبدالعزیز عن انس۔ (صحیح البخاری ج ا باب رفع الیدین فی الخطبۃ ص ۱۲۷)	فادع الله ان يسقينا فمديديه ودعا (اشار بذالك الى ان المراد بالرفع ههنا المدلا كالرفع الذى فى الصلوة) ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ // // // //
مالک عن شریک عن انس صحیح البخاری ج ا ص ۱۳۸ باب من اکتفی بصلوۃ الجمعۃ فی الاستسقاء	فادع اللہ فدعا۔ صرف دعا کا ذکر ہے ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔ امام مالک کی شریک سے کسی روایت میں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

اوزاعی عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ عن انس (بخاری ج ا باب ماقبل الذی ص ۱۳۸)	فدعا الله يستسقى صرف دعا کا ذکر ہے ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ہے۔
ابوعوانہ عن قتادۃ عن انس (صحیح البخاری ج ا باب الاستسقاء علی المنبر ص ۱۳۸)	فادع الله ان يسقينا فدعا۔ صرف ذکر دعا۔ ہاتھ اٹھانے کی تشریح نہیں ہے۔
عبیداللہ عن ثابت عن انس (صحیح البخاری جلد اول باب الدعاء اذا کثر المطر حوالینا ولا علینا ص ۱۳۹)	فادع الله ان يسقينا فقال اللهم اسقنا مرتین۔ یہاں دعا کا صیغہ بھی نہیں ہے صرف فقال ہے۔
یحیٰ بن سعید سمعت انس بن مالک (صحیح البخاری ج ا باب رفع الناس ایدیھم مع الامام فی الاستسقاء ص ۱۴۰)	فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه يدعو ورفع الناس ايديهم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعون۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تمام سامعین کا ہاتھ اٹھا کر دعا میں شریک ہونے کا ذکر بھی ہے۔

خطبہ جمعہ کا موقع چونکہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کا نہیں تھا اور ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ خطبہ کے اندر دعا کی حالت میں ہاتھ اٹھایا گیا ہو اور اٹھانے کی حد سے بھی زیادہ بلند کیا گیا ہو اس لئے اس موقع پر ان حالات کے مدنظر بعض نے خصوصیت کیساتھ ہاتھ اٹھانے کی تشریح کی اور جبکہ حالت خطبہ میں مکمل انصات کا حکم ہے بلکہ مجلس اور نشست کا بدلنا بھی غیر محمود فعل ہے اور استماع خطبہ کی حالت میں اشارہ سے کسی کو خاموش رہنے کی تلقین بھی لغو قرار دی گئی ہے ایسے موقع پر تمام سامعین کا دعا میں ہاتھ اٹھا کر اجتماعی حیثیت سے شریک ہونا غیر معمولی واقعہ تھا جس کا ذکر بھی

نہایت ضروری تھا لیکن باوجود اس تقاضۂ ذکر تفصیلی کے صرف یحیٰ بن سعید ہی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس اجتماعی دعا کا نقشہ بیان کیا۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کی شہرت اور عام رواج کی وجہ سے بعض راوی نے اس موقع پر بھی محض دَعَا کہنے پر اکتفا کیا۔ فرفع یدیہ کی تشریح غیر ضروری سمجھا۔

اور بعض نے تو صیغہ دعائیہ ہی کو ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کافی سمجھ کر اور الفاظ دعائیہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی عام شہرت کے پیش نظر صرف قَالَ ہی سے تمام تفصیل کی ترجمانی کر دی۔ دَعَا کہنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی یہاں ان کے توسع نے دعا کے ہم معنی قَالَ کو کر دیا۔ گویا دَعَا میں رفع یدین اتنا عام اور کثیر الوقوع ہے کہ الفاظ دُعَائیہ ہی دعا کی مکمل تصویر بیان کر دیتے ہیں۔ دعا کے تمام پہلو کو قَالَ سے تعبیر کرنا اور دَعَا کی جگہ قَالَ کا استعمال بھی بہت عام ہے مثلاً حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث جو جامع ترمذی میں ہے۔

عن عبادة بن الصامت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من تعار من الليل فقال لااله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولاحول ولاقوة الا بالله ثم قال رب اغفرلى او قال ثم دَعَا استجيب له فان عزم وتوضأ ثم صلى قبلت صلوٰته۔

(جامع ترمذی)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رات کو جاگے اور کہے لا الہ الخ یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور پاک ہے اور تمام تعریف اسی کیلئے ہے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بزرگ ہے اور نہیں پھرنا گناہ سے اور نہیں قوت نیکی

کی مگر اللہ کی توفیق سے پھر کہے اے رب
بخش مجھے یا فرمایا آپ نے پھر دعا کرے
تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اگر اس نے
عزم کیا اور وضو کیا پھر نماز پڑھی تو اس کی
نماز قبول ہو جاتی ہے۔ (جامع ترمذی)

یہاں بھی الفاظ دعائیہ کے ذکر پر قال رب اغفرلی اوقال ثم دعا شک راوی اسی اشتراک معنی متعارفہ کو ظاہر کر رہا ہے خطبۂ جمعہ کی حالت میں دعاء استسقاء کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایک ساتھ کافی اونچا ہاتھ اٹھانا مسلم ہے پھر بھی بعض روایت میں صرف دَعَا اور بعض میں قَالَ ہی کہا گیا ہے اور اس دَعَا اور قَالَ سے وہی مراد ہے جس کا صحیح نقشہ یحیی بن سعیدؒ اور دوسروں کی روایت میں ہے یعنی انتہائی اوپر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی طور پر دعا کرنے کا صراحۃً ذکر۔

باوجود اس خصوصی موقع کے جہاں نقل وحرکت اور نصیحت سے بھی منع کیا گیا ہو بعض اسی روایت میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ثابت ہے محض قال سے دُعا کی تمام صورت یعنی ہاتھ اٹھانا، ہاتھ پھیلانا، انتہائی اوپر اٹھانا، دُعا میں تمام لوگوں کا شریک ہونا یہ سب باتیں قال ہی سے ظاہر ہو رہی ہیں۔

پھر جب دُعا میں ہاتھ اٹھانے کا صریحی امر بھی ہو اور ہاتھ اٹھانے پر دوام کا ثبوت بھی، اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کرنے والے کو ایسا ویسا اور ناقص تک کہا گیا ہو اور بعد مکتوبہ قبولیت کا ارشاد، اور بعد مکتوبہ ونوافل ہاتھ اٹھانے کا حدیث صریح صحیح سے ثبوت اور نماز کے بعد بہت سی دعاؤں کے پڑھنے کا ثبوت، ایسے شواہد و براہین ہیں کہ ان سے

صرف نظر کور چشم ہی کر سکتا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے، موقع ومحل کامل سکوت اور توجہ کا ہے پھر بھی یہ شیدائی جذبۂ اتباع سے سرشار، ہاتھ اٹھا کر سب ہی دعا میں شریک ہیں۔ بھلا سوچئے تو کہ عام حالات میں جہاں ہاتھ اٹھانے کا حکم بھی موجود ہے اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل دائمی بھی یہی ہے اور خاص طور پر بعد نماز دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق حدیث بھی وارد ہے۔ وہاں یہ کیوں کر ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیلئے دست اقدس اٹھائیں اور مجسم اطاعت حضرات ؓ خاموش بیٹھے رہیں۔

اگر بالفرض عدم نقل کو بنیاد بنا کر کوئی عدمِ فعل سمجھ گیا تو یہ اس کا مبلغ علم ہے۔

فتح القدیر میں ہے" وبالجملة عدم النقل لانيافى الوجود "

پس یہ جائز ہے کہ اجتماعی دعا کا وجود ہو اور منقول نہ ہو، ابھی آپ بخاری شریف کی صحیح حدیث بھی ملاحظہ کر چکے ہیں کہ کس موقع پر اجتماعی دعا ہاتھ اٹھا کر ہو رہی ہے جبکہ یہاں کوئی حکم ہاتھ اٹھانے کا نہیں ہے۔

تو کیا خارج صلوۃ ماموین کا امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا میں شامل ہونا ثابت نہیں ہو رہا ہے۔ فاغتنم وتامل ۔ والله اعلم۔

عام حالات میں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھانا چاہئے

عن ابن عباس قال المسالة بحذف المضاف اے ادب السوال ۔ بذل المجهود ان ترفع يديك حذو منكبيك

(مشکوۃ ص۱۹۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا کرو۔

(مشکوۃ ص۱۹۶)

مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا عام حالات میں ہے۔ اور وہ خاص حالات میں جن میں ابتہال وتضرع وزاری کا اظہار زیادہ مقصود ہوتا ہے وہاں ہاتھوں کو بہت اونچا کرنا بھی داخل آداب دعا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الدعاء حتی یری بیاض ابطیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں ہاتھوں کو اتنا بلند اٹھاتے تھے کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی استسقاء کی نماز کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت تبذل وتخشع کے ساتھ تشریف لیجاتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فی الاستسقاء متبذلا متواضعا متخشعا متضرعا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کیلئے تواضع تضرع اور تخشع کے ساتھ معمولی لباس میں تشریف لے گئے۔ اور چونکہ موقع نہایت ابتہال کا ہوتا تھا اس لئے دعاء استسقاء میں خلاف معمول دائمی ہاتھ بھی بہت اونچے اٹھاتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایرفع یدیہ فی شئی من دعاء الا فی الاستسقاء فانہ یرفع حتی یری بیاض ابطیہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے نماز استسقاء کسی دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ استسقاء میں اسقدر ہاتھ اٹھاتے تھے کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ ظاہر ہے کہ حضرت انسؓ کا یہ فرمانا کہ سواء نماز استسقاء دعا میں ہاتھ ہی نہ اٹھاتے تھے علی العموم تو صحیح ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا غیر معمولی طرح پر ہاتھوں کو بلند کرنا کہ ابطین مبارک کی سفیدی نظر آنے لگے سواء دعاء استسقاء کسی اور دعا میں نہیں ہوتا تھا۔

ہمارے اس بیان سے جیسا کہ یہ معلوم ہوگیا کہ ابتہال وتضرع کے وقت مواقع مخصوص

میں خلاف عادت دائمی ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے ایسے ہی وہ تعارض بھی رفع ہوگیا جو احادیث مذکورہ بالا اور ارشاد حضرت عبداللہ بن عمرؓ میں مفہوم ہوتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ان رفعکم ایدیکم فی الدعاء بدعة مازادرسول الله صلی الله علیه وسلم علی هذا یعنی الی الصدر ۔ دعا میں تمہارا ہاتھوں کو اٹھانا بدعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ سے اوپر نہیں اٹھایا۔ کیونکہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں کو خلاف معتاد دائمی اٹھانا بدعت ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ استسقاء وغیرہ میں بھی اس قدر اٹھانا بدعت ہے یا علاوہ استسقاء اور مواقع میں مطلقاً دُعا کے وقت ہاتھ اٹھانا بدعت ہے۔ (اسلام میں دعا کی اہمیت ص ۶۹ تا ۷۲)

دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے

لان رفع الید فی الدعاء سنة جاء فی الحدیث ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یدعو بعرفات باسطا یدیه کالمتضرع المسکین ۔ محیط برهانی ۔	دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں اپنے دست مبارک کو پھیلا کر متضرع مسکین کی طرح دعا فرماتے تھے۔ یہ مضمون محیط برہانی کا ہے۔
(حاشیہ علی حصن حصین ص ۲۳)	(حاشیہ حصن حصین ص ۲۳)

اور دعائے رغبت میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے عینیؒ نے شرح ہدایہ میں محمد بن الحنفیہؒ سے روایت کی ہے فی دعاء الرغبة یجعل بطون کفیه نحو السماء یعنی دعائے رغبت میں دونوں ہتھیلیاں آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور اس مقام سے گیارہ سطر پہلے ایک سوال کیا کہ ماوجه رفع الیدین عند کل دعاء یعنی کیا وجہ ہے کہ ہر دعا میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ پھر جواب علامہ سمرقندی کی روایت سے دیا کہ یرفع یدیه حتی یری بیاض ابطیه قال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم فیستحی من عبدہ اذا رفع یدہ ان یرد صفرا الی آخرہ۔ اوراوپر گزر چکی حدیث مشکوۃ سے اور نیز گزر چکی حدیث اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور مضمون رفع یدین کا دعا میں کتب فقہ غنیۃ المستملی وغیرہ میں بھی تصریحاً موجود ہے پس بخوبی ثابت ہوگیا کہ دعاء رغبت میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے نہ کہ بدعت۔ اور وقت طواف جو حضرت نے دعا میں ہاتھ نہ اٹھایا اول تو وہ موقع چلنے پھرنے اور دوڑنے کا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مواقع طواف میں خاصۃً ہاتھ اٹھانا فعل یہود ہے۔ نقل عن جابر انہ فعل الیھود۔

اور وقت دعا کہ جو خارج نماز کی جاتی ہے اس میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے حصن حصین میں ہے آداب الدعاء بسط الیدین ت مس ورفعھما ع۔ یعنی دعا کے آداب میں ہے پھیلانا دونوں ہاتھوں کا روایت کیا یہ ترمذی اور حاکم نے اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت کی یہ چھوں محدثوں صحاح ستہ کے مصنفوں نے اور مشکوٰۃ میں حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہے اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم جب تم سوال کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر اور نیز مشکوۃ میں حدیث رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہ صفرا۔ بیشک اللہ تعالیٰ شرم ولحاظ والا ہے کرم کرنے والا ہے شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ اٹھائے ہاتھ اُس کی طرف تو پھیر دے اس کو خالی۔

(انوار ساطعہ ص ۵۸، ۶۶)

نماز کے بعد دعا کرنے کا احادیث سے ثبوت

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے

ا:ولا بن ابی شیبة عن الاسود بن عامر عن ابیه قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الفجر فلما انحرف رفع یدیه ودعا"

ا: مصنف ابن ابی شیبہ میں اسود بن عامر اپنے والد عامر سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ فجر کی نماز پڑھی جب آپ پھرے تو دست اقدس اٹھا کر دعا فرمایا۔"

۲:وله ورجاله ثقات عن ابن الزبیر انه رای رجلا رافعا یدیه یدعو قبل ان یفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلاته"

۲: نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ انھوں نے ایک شخص کو نماز سے فارغ ہونے سے قبل ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا جب وہ شخص نماز پڑھ چکا تب ابن زبیرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیلئے اپنے دست مبارک کو نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے۔"

۳:ولا بن السنی عن انس مرفوعا مابسط کفیه فی دبر کل صلاة ثم

۳: ابن السنی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہیں پھیلاتا کوئی

يقول اللهم الهى واله ابراهيم واسحق ويعقوب واله جبرئيل وميكائيل وسرافيل اسالك ان تستجيب دعوتى فانى مضطر وتعصمنى فى دينى فانى مبتلى وتنالنى برحمتك فانى مذنب وتنفى عنى الفقر فانى متمسكن الا كان حقا على الله ان لا يرد يديه خائبتين"

قلت اما رفع اليدين وبسطهما فى الدعاء مطلقا فهو مسنون بصحاح من الاحاديث وهى كثيرة المسالك متواترة المعنى من رواية بضع وعشرين من الصحابة رضى الله عنهم جمعها السيوطى فى جزء سماه فض الوعاء فى احاديث رفع اليدين بالدعاء" والله اعلم

(فقه السنن والآثار لمولانا محمد عميم الاحسان ص ٦٦)

اپنے ہاتھوں کو ہر نماز کے بعد پھر دعا کرتا ہے اللّٰہم الخ یعنی اے اللہ میرے معبود اور معبود ابراہیمؑ کے اور اسحٰقؑ کے اور یعقوبؑ کے اور معبود جبرئیلؑ کے اور میکائیلؑ کے اور اسرافیلؑ کے میں سوال کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ قبول کر لے میری دعا کیونکہ میں بے قرار ہوں اور محفوظ رکھے تو مجھے میرے دین میں کیونکہ میں بلا میں پڑا ہوا ہوں اور شامل حال کرنا میرے اپنی رحمت کیونکہ میں گنہگار ہوں اور دور کردے مجھ سے محتاجی کیونکہ میں بے کس ہوں۔ مگر اللہ کے ذمہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو نامراد واپس نہ کرے"۔ میں کہتا ہوں کہ ہاتھوں کا اٹھانا اور پھیلانا دعا میں مطلقاً مسنون ہے جو متواتر المعنی احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے اور بیس سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے ان تمام احادیث کو اپنے رسالہ "فض الوعاء فی احادیث رفع الیدین بالدعاء" میں جمع کردیا ہے واللہ اعلم۔

(فقہ السنن والآثار ص ٦٦)

جس نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی وہ ایسا ویسا اور ناقص ہے

عن الفضل بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة مثنى مثنى تشهد فى كل ركعتين وتخشع وتضرع وتمسكن وتقنع يديك يقول ترفعهما الى ربك مستقبلا ببطونها وجهك وتقول يا رب يارب ومن لم يفعل ذالك فهو كذا وكذا قال ابو عيسى وقال غير ابن المبارك فى هذا الحديث من لم يفعل ذلك فهو خداج (جامع الترمذى باب ماجاء فى التخشع فى الصلوة ص ٥٠)

حضرت فضل بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز دودو رکعت ہے ہر دو رکعتوں میں تشہد ہے اور خشوع اور عاجزی اور مسکینی ہے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے رب کی طرف اٹھانا اس حالت میں کہ ہتھیلیاں ان ہاتھوں کی اپنے منہ کی طرف ہوں اور کہے تو اے میرے رب اے میرے رب اور جس نے اس طرح نہیں کیا وہ ایسا ویسا ہے۔ کہا ابو عیسیٰؒ ترمذی نے اور کہا ابن مبارک کے علاوہ دوسرے نے اس حدیث میں جس شخص نے اس طرح نہیں کیا تو وہ ناقص ہے۔

(جامع الترمذی باب ماجاء فی التخشع فی الصلوۃ ص۵۰)

وهذا يثبت الدعاء بعد الصلوة برفع يديه كما هو المعمول وانكار الجهلة عليه مردود

(الكوكب الدرى جلدى اول ص ١٧١)

اس حدیث شریف سے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے جیسا کہ جمیع عالم اسلام کا معمول ہے(۱)۔ اور جاہلوں کا انکار مردود ہے۔

(الکوکب الدری جلد اول ص۱۷۱)

(حاشیہ ص۳۹ پر ملاحظہ ہو)

من لم يفعل ذالك فهو خداج اى من لم يدع بعد الصلوة رافعا يديه الى ربه مستقبلا ببطونها الى وجهه ولم يطلب حاجة قائلا يارب يارب فما فعله من الصلوه ناقصة عند الحق سبحانه كذا حقق فى التنوير، وروى انه كان للحسن البصرى جاريحتطب على ظهره فكان اذا سلم الامام خرج من المسجد سريعا فقال له الحسن يوما يا هذا لم لم يجلس ساعة ان لم تكن لك حاجة فى الأخرة افلا حاجة لك فى الدنيا قف بعد الصلوة وادع الله واسأله حمولة تحمل على ظهرها ذكره فى الخلاصة

(حاشيه على الكوكب الدرى جلد ثانى ص ٢٩١)

جس نے ایسا نہیں کیا وہ ناقص ہے (الحدیث) یعنی جس نے نماز کے بعد اپنے رب کے سامنے ہاتھوں کو اٹھا کر اور اس کی ہتھیلیوں کو اپنے چہرے کی طرف کر کے دعا نہ کی اور اپنی ضرورتیں یارب یارب کہتے ہوئے نہ مانگیں تو جو کچھ بھی نماز کے ارکان بجالایا ہے وہ حق سبحانہ کے نزدیک بالکل ہیچ ہے۔ ایسا ہی تنویر مین ہے۔ اور مروی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی تھا جو لکڑیوں کا بوجھ اپنی پیٹھ پر ڈھویا کرتا تھا۔ امام جب سلام پھیرتا تھا تو وہ شخص تیزی کے ساتھ مسجد سے نکل جاتا تھا ایک روز حضرت حسن بصریؒ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص

حاشیہ ص ۳۸ کا) (۱) تعامل وتوارث حقیقت میں کسی کھری اور بالکل صحیح السند روایت سے کہیں بڑھ کر مستحکم اور قابل وثوق دلیل ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک جن کی امامت اور علمی جلالت مسلم اور متفق علیہ ہے، فرماتے ہیں: اجماع الناس على شئى اوثق فى نفسى من سفيان عن منصور عن ابراهيم عن علقمة عن ابن مسعود (كفاية للخطيب ص ٤٣٤) یعنی ایک طرف کسی بات پر لوگوں کا اتفاق ہو اور دوسری طرف کوئی روایت جو بسلسلۂ سفیان از منصور از ابراہیم از علقمہ از ابن مسعود مروی ہو تو (باوجودیکہ یہ سلسلہ دنیا کی سب سے صحیح سندوں میں شمار ہوتا ہے پھر بھی) میرے نزدیک اس سے زیادہ قابل اعتماد لوگوں کا اتفاق ہے۔

(رکعات تراویح ص ۱۰ مولفہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۱۲ منہ)

تھوڑی دیر کیوں نہیں بیٹھ جاتا اگر تجھے اخروی ضرورت نہیں ہے تو کیا دنیاوی حاجت بھی نہیں ہے۔نماز کے بعد ٹھہر جایا کر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کر اور اس سے بار برداری کا جانور مانگ کہ اس کی پیٹھ پر بوجھ اٹھایا کرے یہ خلاصہ میں مذکور ہے۔ (حاشیہ کوکب الدری جلد ثانی ص ۲۹۱)

صحیح بخاری میں دعا بعد الصلوۃ کا باب

تسبحون فی دبر بضمتین بمعنی العقب والخلف ۱۲ حاشیہ بخاری کل صلوٰۃ عشراً وتحملون عشرا وتکبرون عشرا۔

ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔

وفی حدیث أخر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یقول فی دبر کل صلوۃ اذا سلم لاالہ الااللہ وحدہ لاشریك له الخ۔

دوسری حدیث میں ہے بے شک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تھے تو یہ دعاء لا الہ الا اللہ الخ پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری باب الدعا بعد الصلوۃ المجلد الثانی ص ۹۳۷)

(بخاری باب الدعاء بعد الصلوۃ جلد ثانی ص ۹۳۷)

یسبحون وتحمدون وتکبرون خلف کل صلوٰۃ ثلثا وثلثین۔

ہر نماز کے بعد سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس بار پڑھا کرو۔

(صحیح البخاری باب الذکر بعد الصلوۃ المجلد الاول ص ۱۱۶)

(بخاری باب الذکر بعد الصلوۃ جلد اول ۱۱۶)

عن انس قال دخل النبی صلی الله علیه وسلم المسجد ورجل قد صلی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل

وهـو يدعو وهو يقول فی دعائه اللهم لااله الا انـت المنان بدیع السمٰوات والارض ذوالـجـلال والاکـرام فقال النبی صلی الله علیه وسلم اتدرون بما دعـا الـلـه دعا الله باسمه الاعظم الذی اذا دعی به اجاب واذا سئل به اعطی

(جامع الترمذی ابواب الدعوات ص ۲۱۳)

ہوئے اس حالت میں کہ ایک شخص نماز پڑھ کر دعا کر رہا تھا اور اپنی دعا میں کہتا تھا اللھم الخ یعنی اے اللہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے تو ہی احسان کرنیوالا، پیدا کرنیوالا آسمانوں اور زمین کا، صاحب بزرگی اور بخشش کا، پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم جانتے ہو کس چیز کے ساتھ اس نے دعا کی ہے۔ اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب وہ اس سے پکارا جائے تو قبول کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو دیتا ہے۔

(ترمذی ابواب الدعوات ص ۲۱۳)

عـن انـس قـال دخـل النبی صلی الله عـلیـه وسـلـم علی ام سُلَیم فاتته بتمر وسـمـن فـقـال اعِیدوا سـمنکم فی سقائه وتمرکم فی وعائه فانی صائم ثم قام الی ناحیة من البیت فصلی غیر المکتوبة فدعا لام سلیم واهل بیتها۔

(صـحـیـح الـبـخـاری باب من زار قوما فلم یفطر عندهم جلد اول ص ۲۶۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سُلیمؓ کے گھر تشریف لائے تو ام سُلیمؓ نے کھجوریں اور گھی حاضر کیا آپؐ نے فرمایا کھجوریں برتن میں اور گھی مشکیزہ میں واپس ڈال دو کیونکہ میرا روزہ ہے پھر آپ گھر کے گوشہ میں کھڑے ہوئے اور کوئی نماز جو فرض نہ تھی پڑھی اور پھر ام سُلیمؓ اور ان کے گھر

والوں کیلئے دعا کی۔

(بخاری شریف ج ا ص ۲۶۶)

كان النبی صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة فی الامور كلها كالسورة من القرآن اذاهم احدكم بالامر فليركع ركعتين ثم يقول اللهم انی استخيرك الحديث

(صحيح البخاری باب الدعاء عند الاستخارة جلد ثانی ص ۹۴۴)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں دعائے استخارہ قرآن کی سورہ کی طرح سکھلاتے تھے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ دو رکعت نماز ادا کرے پھر یہ دعا پڑھے۔

اللهم انی استخيرك الخ

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۹۴۴)

الامام الحافظ ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی رحؒ کی کتاب شرح المهذب المسمیٰ بالمجموع سے دعاء میں ہاتھ اٹھانے کے مسئلہ میں چند احادیث صحیحہ

(فرع) فی استحباب رفع اليدين فی الدعاء خارج الصلوة وبيان جملة من الاحاديث الواردة فيه۔

(شرح المهذب جلد ثالث ص ۵۰۷)

خارج صلوۃ دعاء میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کے استحباب اور اس باب میں وارد حدیثوں کا بیان۔ (شرح مہذب جلد ۳ ص ۵۰۷)

عن انس رضی الله عنه فی قصة القراء الذین قُتِلوا قال: لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم کلما صلی الغداة رفع یدیه یدعو علیهم یعنی علی الذین قَتَلوا۔

رواه البیهقی باسناد صحیح حسن۔

(شرح المهذب جلد ثالث ۵۰۸)

وہ حضرات قراء جو شہید کردیئے گئے ان کے قصے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی نماز فجر سے فارغ ہوئے تو اپنے دونوں دست اقدس کو اٹھا کر قاتلین پر بددعا فرمائی۔ اس حدیث کو بیہقیؒ نے اسنادِ صحیح حسن سے روایت کیا ہے۔

(شرح المہذب جلد ثالث ص ۵۰۸)

عن عائشة رضی الله عنها فی حدیثها الطویل فی خروج النبی صلی الله علیه وسلم فی اللیل الی البقیع للدعاء لاهل البقیع والاستغفار لهم قالت اتی البقیع فاقام فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات ثم انحرف قال ان جبرئیل علیه السلام اتانی فقال ان ربك یامرك ان تاتی اهل البقیع وتستغفر لهم رواه مسلم۔

(شرح المهذب جلد ثالث ص ۵۰۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی اس طویل حدیث جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شب اہل بقیع کے لئے دعا واستغفار کیلئے تشریف لیجانے کا ذکر ہے فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تشریف لے گئے اور طویل قیام فرمایا پھر (دعا کیلئے) تین بار اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کے رب کا حکم ہے کہ آپ اہل بقیع کے پاس تشریف

لیجایئے اور ان کے لئے استغفار فرمائیے۔
اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔
(شرح المہذب جلد ۳ ص ۵۰۸)

وعن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال لما كان يوم بدر نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المشركين وهم الف واصحابه ثلاثمائة وتسعة عشر رجلا فاستقبل نبی الله صلى الله عليه وسلم القبلة ثم مديديه فجعل يهتف بربه يقول اللهم انجزلی ماوعدتنی اللهم آت ما وعدتنی فمازال يهتف بربه مادأيديه حتى سقط رداء ه عن منكبيه رواه مسلم

(شرح المهذب جلد ۳ ص ۵۰۸)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدر کے روز جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا کہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم تین سو انیس ہیں تب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہوکر اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کیلئے دراز کردیا اور اپنے رب سے تضرع وزاری کے ساتھ دعائیں شروع کردیں۔ دعاء میں فرمارہے تھے اے اللہ جس چیز کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو وفا کر، اے اللہ اپنے وعدہ کو جو مجھ سے ہے، عنایت کر، برابر آہ وزاری کے ساتھ دعا میں اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے مشغول تھے، یہاں تک کہ آپ کی چادر آپ کے شانوں سے گر گئی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(شرح مہذب ج ۳ ص ۵۰۸)

وعن ابن عمر رضی الله عنهما انه كان يرمی الجمرة سبع حصيات يكبر علی اثر كل حصاة ثم يتقدم حتی يستقبل فيقوم مستقبل القبلة فيقوم طويلا ويدعو ويرفع يديه ثم يرمی الوسطی ثم ياخذ ذات الشمال فيستقبل ويقوم طويلا ويدعو ويرفع يديه ثم يرمی جمرة ذات العقبة ولا يقف عندها ثم ينصرف فيقول هكذا رأيت رسول الله صلی الله عليه وسلم يفعله ۔ رواه البخاری۔

(شرح المهذب ج ۳ ص ۵۰۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ سات کنکریوں سے رمی جمرہ کرتے تھے، ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے پھر آگے ہوکر استقبال قبلہ کرکے دیر تک قیام فرما کر ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے تھے، پھر وسطیٰ کی رمی کرتے تھے، پھر شمال کی طرف ہوکر استقبال قبلہ کرکے طویل قیام کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے رہتے، پھر جمرہ عقبیٰ کی رمی کرتے تھے اور وہاں توقف نہیں کرتے تھے، پھر لوٹ جاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اسی طرح میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

(شرح المہذب جلد سوم ص ۵۰۸)

وعن انس رضی الله عنه قال صَبَّحَ رسول الله صلی الله عليه وسلم خيبر بكرة وقد خرجوا بالمساحی فرفع النبی صلی الله عليه وسلم يديه

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح سویرے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لے گئے اور اہل خیبر بیلچے، کدالیں لیکر نکلے تب حضرت نبی کریم صلی

وقال الله اكبر خربت خيبر۔ رواه البخاری فی اخر علامات النبوة من صحيحه۔

(شرح المهذب جلد ثالث ص ۵۰۸)

اللہ وسلم نے اپنے دونوں دست اقدس اٹھائے اور فرمایا اللہ اکبر اہل خیبر برباد ہوگئے۔ اس حدیث کو صحیح بخاری میں باب علامات النبوۃ کے آخر میں امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

(شرح مہذب جلد سوم ص ۵۰۸)

وعن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه قال لما فرغ النبی صلی الله علیه وسلم من خیبر بعث اباعامر علی جیش الی اوطاس وذکر الحدیث وان ابا عامر رضی الله عنه استشهدفقال لابی موسی یاابن اخی اَمَّرَنیَ النبی صلی الله علیه وسلم فقل له استغفر لی ومات ابو عامر قال ابو موسی فرجعت الی النبی صلی الله علیه وسلم فاخبرته فدعا بماء فتوضأ ثم رفع یدیه فقال اللهم اغفر لعبدك ابی عامر ورایت بیاض ابطیه ثم قال اللهم اجعله یوم القیامة فوق کثیر من خلقك ومن الناس فقلت ولی فاستغفر فقال اللهم اغفر لعبد الله بن قیس ذنبه وادخله یوم القیامة مدخلا کریما۔ رواه البخاری ومسلم

(شرح المهذب جلد ۳ ص ۵۰۹)

حضرت ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے جب فارغ ہوئے تو حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا۔ اور راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔ (قصہ مختصر) حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت حضرت ابو موسیؓ سے کہا کہ اے بھتیجے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امیر بنایا تو آں حضرتؐ سے کہنا کہ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اور حضرت ابو عامرؓ کی وفات ہوگئی۔

حضرت ابو موسی اشعریؓ کہتے ہیں کہ غزوہ سے واپس آکر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا تو میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی، آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی، اے اللہ اپنے بندہ ابو عامر کی مغفرت فرما، (دعا کی حالت میں آپ اپنے ہاتھوں کو اسقدر اٹھائے ہوئے تھے) کہ میں نے آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دیکھا، پھر فرمایا اے اللہ قیامت کے روز اپنی بہت سی مخلوق سے ان کا مرتبہ بلند فرما۔ میں نے عرض کیا اور میرے لئے بھی استغفار فرمایئے تو (میرے لئے بھی) استغفار فرمایا، اے اللہ عبداللہ بن قیسؓ (ابو موسی کا نام) کے گناہ معاف کر دیجئے اور اس کو قیامت کے دن مقام اعلی عطا کیجئے۔ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ (شرح المہذب جلد سوم ص۵۰۹)

وعن سهل بن سعد رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب الى بنى عمرو بن عوف ليصلح بينهم فحانت الصلاة فجاء المؤذن الى ابى بكر رضى الله عنه فقال اتصلى بالناس فاقيم؟ فقال نعم قال فصلى بهم ابو بكر رضى الله عنه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس فى الصلاة فتخلص حتى وقف فى الصف فصفق الناس وكان ابو بكر لا يلتفت فالتفت ابو بكر	سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے یہاں ان کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے، اس اثنا میں نماز کا وقت ہوگیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، کیا آپ امامت فرمائیں گے میں اقامت کہوں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت شروع کی۔ اسی دوران کہ لوگ نماز ہی میں تھے حضرت

رضی الله عنه فاشار الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اثبت مکانك فرفع ابوبکر یدیه رضی الله عنه فحمد الله تعالیٰ علی ماامره به رسول الله صلی الله علیه وسلم من ذلك۔ رواه البخاری ومسلم

(شرح المهذب جلد ثالث ص ۵۰۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صف میں شامل ہو گئے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس طرف متوجہ ہونے کی غرض سے) لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ حضرت ابو بکرؓ توجہ ہی نہیں فرما رہے تھے، جب متوجہ ہوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے اپنی جگہ (مقام امامت) پر رہنے کا حکم فرمایا۔

تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کیا، اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کی امامت پر قائم رہنے کا حکم دیدیا تھا۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے (شرح المہذب جلد سوم ص ۵۰۹)

وعن عائشة رضی الله عنها انها قالت رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یدعو رافعا یدیه یقول انما انا بشر فلا تعاقبنی ایما رجل من المؤمنین آذیته او شتمته فلا تعاقبنی فیه۔

(شرح المهذب ج۳ ص۵۰۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے ہوئے دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ (دعا میں) فرمارہے تھے چونکہ میں ایک انسان ہوں پس مواخذہ نہ کرنا، مؤمنین میں جس کسی کو بھی میں نے تکلیف دی ہو یا بُرا بھلا کہا ہو، تو اس بارے میں بھی میرا مواخذہ نہ کرنا۔

(شرح المہذب جلد۳ ص۵۰۹)

وعن ابى هريرة رضى الله عنه قال استقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم القبلة وتهيأ ورفع يديه وقال اللهم اهداوساوأت بهم ۔الخ

(شرح المهذب جلد ۳ ص۵۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر اور خوب اہتمام کے ساتھ اپنے دونوں دست مبارک کو اٹھا کر یہ دعا فرمائی۔اللہم الخ

(شرح مہذب ج۳ص۵۰۹)

وعن جابر رضى الله عنه ان الطفيل بن عمر وقال للنبى صلى الله عليه وسلم هل لك فى حصن حصين ومنعة وذكر الحديث فى هجرته مع صاحب له وان صاحبه مرض فجزع فجرح يديه فمات فرأه الطفيل فى المنام فقال ما فعل الله بك فقال غفرلى بهجرتى الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ما شان يديك؟ قال قيل لن يصلح منك افسدت من نفسك فقصها الطفيل على النبى صلى الله عليه وسلم اللهم وليديه فاغفر رفع يديه۔

(شرح المهذب جلد ۳ص ۵۰۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمر و رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپ کے لئے ایک مضبوط قلعہ اور پاسبانوں کی ضرورت ہے اور اپنے رفیق کے ساتھ اپنی ہجرت کا ذکر کیا، (اسی ہجرت کے دوران) ان کا رفیق بیمار ہوا اور نہایت پریشانی کے عالم میں اپنے ہاتھوں کو مجروح کر دیا اور انتقال کر گیا۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے اس رفیق کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ جل شانہ کا معاملہ تمہارے ساتھ کیسا ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کردیا، حضرت طفیل نے کہا تمہارے ہاتھوں کا کیا حال ہوا، اس نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا کہ جو عضو تو نے خراب کردیا ہے وہ ہرگز درست نہیں ہوگا۔

طفیل رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کا ذکر کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اور اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی معاف کردیجئے (اس دعا کے وقت) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ (شرح المھذب جلد ۳ ص ۵۰۹)

وعن علی رضی الله عنه قال جائت امراة الوليد الى النبی صلی الله عليه وسلم تشكو اليه زوجها انه يضربها فقال اذهبی اليه فقولی له كيت كيت ان النبی صلی الله عليه وسلم يقول فذهبت ثم عادت فقالت انه عاد يضربنی فقال اذهبی فقولی له كيت كيت فقالت انه يضربنی فرفع رسول الله صلی الله عليه وسلم يده فقال اللهم عليك الوليد۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوکر ولید کی عورت نے اپنے شوہر کی شکایت کیا کہ اس کا شوہر اس کو مارتا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اس سے کہو کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ایسا فرمارہے ہیں۔ وہ عورت چلی گئی پھر واپس آکر اس نے کہا کہ اب بھی وہ مارتا ہے۔ فرمایا جا کر اس سے ایسا ایسا کہو، اس عورت نے کہا کہ وہ مارتا ہے (سنتا ہی نہیں) تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو اٹھا کر فرمایا اے اللہ ولید کی گرفت کر۔

(شرح المھذب جلد ۳ ص ۵۱۰)

وعن عائشة رضى الله عنها قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم رافعا يديه حتى بد اضبعاه يدعو لِعَوْدِ عثمان رضى الله عنه ـ

(شرح المهذب جلد ۳ ص ۵۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپکی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگی، آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کیلئے دعا فرمارہے تھے۔

(شرح مہذب جلد ۳ ص ۵۱۰)

وعن محمد بن ابراهيم التيمى قال اخبرنى من راى النبى صلى الله عليه وسلم يدعو عند احجار الزيت باسطا كفيه ـ

(شرح المهذب جلد ۳ ص ۵۱۰)

محمد بن ابراہیم التیمیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احجار زیت کے پاس اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(شرح مہذب ج ۳ ص ۵۱۰)

وعن ابى عثمان قال كان عمر رضى الله عنه يرفع يديه فى القنوت

(شرح المهذب جلد ۳ ص ۵۱۱)

ابو عثمانؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعاء قنوت میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

(شرح مہذب جلد سوم ص ۵۱۱)

وعن الاسود ان ابن مسعود رضى الله عنه كان يرفع يديه فى القنوت ـ

(شرح المهذب جلد ثالث ص ۵۱۱)

اسودؒ سے مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ دعائے قنوت میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (شرح مہذب جلد ۳ ص ۵۱۱)

هٰذه الاحاديث من حديث عائشةؓ انما انا بشر فلا تعاقبنی الی اخرها رواها البخاری فی کتاب رفع الیدین باسانید صحیحة، ثم قال فی اخرها هذه الاحادیث صحیحة عن رسول الله صلی الله علیه واصحابه وفی المسألة احادیث کثیرة غیر ما ذکرته وفیما ذکرته کفایة والمقصود ان یعلمان من ادعی حصر المواضع التی وردت الاحادیث بالرفع فیها فهو غالط غلطا فاحشا والله اعلم۔

(شرح المهذب المسمٰی بالمجموع جلد ثالث ص۵۱۱)

ادارۃ الطباعة المنیریه مصر ۱۳۴۴ھ۔

للعلامة الحافظ ابی زکریا محی الدین یحیٰ

بن شرف النوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث انما انا بشر فلا تعاقبنی سے آخر تک یہ تمام احادیث امام بخاریؒ نے کتاب رفع الیدین میں صحیح سندوں کے ساتھ روایت کی ہیں۔

پھر امام بخاریؒ نے اس کتاب کے آخر میں یہ بھی کہا ہے کہ یہ تمام احادیث صحیح اسانید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں۔

(امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں) اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کے مسئلہ میں بہت سی وہ حدیثیں بھی ہیں جن کا ذکر میں نے نہیں کیا ہے۔ اور جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں وہ بہت کافی ہیں۔

اور مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کی احادیث صرف چند مواضع میں وارد ہوئی ہیں، وہ نہایت بڑی غلطی میں مبتلا ہے۔ واللہ اعلم۔

(شرح مہذب جلد ۳ ص ۵۱۱)

مفتاح الجنۃ میں مرشد ہندو بنگال حضرت مولانا شاہ کرامت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

’’اور امام سلام سے فراغت ہوے تب داہنے یا بائیں پھر کے بیٹھے (یہ اس وقت ہے جب کہ فرض کے بعد سنت نہ ہو اور اگر سنت ہو تو قبلہ رخ رہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو سینہ کے برابر اٹھائے) اور جو دعا کہ چاہے پڑھے مگر بہتر یہ ہے کہ ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے بعد اس کے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر اوٹھاوے اس طرح پر کہ دونوں بغل (یہ مبالغۃ ہے یا خاص حالت کے وقت جو اہتمام وابتہال کے ساتھ ہو) ظاہر ہووے اور جو حاجت چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے اور چاہے تو یہ مناجات پڑھے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا الخ۔

(مفتاح الجنۃ مع مصباح السنۃ ص ۱۷۳)

علامہ حضرت مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کا فتویٰ

استفتاء نمبر ۲۵۸: چہ فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ رفع یدین در دعای کہ بعد ادای نماز کردہ می شود چنانکہ معمول ائمہ دیار است از احادیث قولیہ یا فعلیہ ثابت است یا نہ ہر چند کہ فقہا این را مستحسن مینویسند واحادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارداند لیکن

استفتاء نمبر ۲۵۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا میں جو ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں جیسا کہ تمام ممالک کے اماموں کا معمول ہے احادیث قولیہ یا فعلیہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ ہر چند کہ فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو

درین خصوص ہم حدیثی وارد است یانہ۔
بینواتوجروا۔
ہوالمصوب دریں خصوص نیز حدیثی وارد
است چنانچہ حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن
اسحاق بن السنی درکتاب عمل الیوم
واللیلہ می نویسند حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابو
اسحاق یعقوب بن خالد یزید البالسی حدثنا
عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی عن
خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم انہ قال مامن عبد بسط کفیہ فی دبر
کل صلوٰۃ ثم یقول اللھم الٰہی والہ ابراہیم
واسحاق ویعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل
واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی
مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی
برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی
متمسکن الاکان حقا علی اللہ عزوجل ان
لایرد یدیہ خائبین اگر گفتہ شود کہ در سند ایں
روایت عبد العزیز بن عبد الرحمان است
وان متکلم فیہ است چنانچہ در میزان

مستحسن لکھتے ہیں اور احادیث بھی مطلقاً دعا
میں ہاتھ اٹھانے میں وارد ہیں لیکن اس
میں خصوصاً کوئی حدیث وارد ہے یا نہیں۔
بینواتوجروا
ہوالمصوب۔اس مخصوص مسئلہ میں بھی
حدیث وارد ہے جیسا کہ حافظ ابو بکر احمد بن
محمد اسحٰق بن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ
میں تحریر فرماتے ہیں۔حدیث بیان کی مجھ
سے احمد بن الحسن نے اس نے کہا کہ
حدیث بیان کی ہم سے ابو اسحاق یعقوب
بن خالد یزید البالسی نے اس نے کہا کہ
حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن عبد
الرحمان القرشی نے خصیف سے وہ حضرت
انس سے جو نبی صلی اللہ والہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا
نہیں ہے کوئی بندہ جو اپنے ہاتھوں کو ہر نماز
کے بعد پھیلا کر یہ دعا پڑھے اللھم الخ مگر
اللہ عزوجل پر حق ہوجاتا ہے کہ اس کے
ہاتھوں کو خالی نہ پھیرے۔اگر کہا جائے کہ

الاعتدال وغیرہ مصرح است گفتہ خواہد شد کہ حدیث ضعیف برائے اثبات استحباب کافی ست چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسند والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع انتہیٰ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی الجواب

اس حدیث کی سند میں عبد العزیز بن عبد الرحمٰن ہے جو متکلم فیہ ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مصرح ہے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ حدیث ضعیف (۱) استحباب کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر کی کتاب الجنائز میں لکھتے ہیں اور استحباب

---

(۱): مولوی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) نے ایک موقع پر اعتراف کیا ہے کہ بعض ضعیف ایسے ہیں جوامت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں۔ (اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۹/اپریل ۱۹۰۷ء)

اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ بعض بعض مسائل ایسے بھی ہیں کہ ان کے باب میں سوائے ایک ضعیف حدیث کے دوسری کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ مگر ساری امت کا عمل اسی پر ہے اور تمام ائمہ کا مذہب متفقہ طور پر اسی کے مطابق ہے۔

مثلاً سارے ائمہ کا بالاتفاق مذہب یہ ہے کہ حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاتی بھائی وارث نہیں ہوگا۔ مگر حضرت علیؓ کی ایک ضعیف حدیث کے سوا اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام ترمذی اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں: ھذا حدیث لا تعرفہ الا من حدیث ابی اسحق عن الحارث عن علی وقد تکلم بعض اھل الحدیث فی الحارث والعمل علی ھذا الحدیث عند اھل العلم۔

(ترمذی مع تحفہ جلد ۳ ص ۱۷۹)

یعنی یہ ایسی حدیث ہے کہ جس کو صرف ابو اسحاق عن الحارث عن علی کے سلسلہ سے ہم پہچانتے ہیں اور بعض محدثین نے حارث میں کلام کیا ہے اور اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

حارث کے حق میں محدثین نے جو کلام کیا ہے اس کو کتب رجال میں دیکھئے کہ کتنا سخت کلام ہے (رکعات تراویح ص ۶۰ - مؤلفہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی) ۱۲ منہ

صحیح والرای نجیح ویویدہ مارواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث فثبت بعد الصلوۃ المفروضۃ رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء واسوۃ الاتقیاء صلعم کمالایخفی علی العلماء الاذکیا، حررہ السید شریف حسین عفا اللہ عنہ فی الدارین۔ سید محمد نذیر حسین۔ حفیظ اللہ، محمد عبدالرب سید احمد حسن۔

(مجموعۂ فتاویٰ جلد دوم ص ۳۸۵ تا ۳۸۶)

حدیث ضعیف غیر موضوع سے ثابت ہوتا ہے انتھی۔ واللہ اعلم۔ اس فتوی کو لکھا اپنے رب قوی کی بخشش کے امیدوار ابوالحسنات محمد عبدالحی نے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر اور پوشیدہ گناہ در گذر فرمائے الجواب صحیح والرای نجیح۔ اس جواب کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مُصنَّف میں اسود العامری سے روایت کی ہے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی جب آپ نے سلام پھیرا ایک طرف پھر گئے اور اپنے دست اقدس کو اٹھا کر دعا فرمائی الحدیث۔

پس ثابت ہے فرض نماز کے بعد دعا میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا سید الانبیاء واسوۃ الاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ یہ بات سمجھدار علماء پر پوشیدہ نہیں ہے لکھا اس کو سید شریف حسین عفا اللہ عنہ فی الدارین نے۔

سید محمد نذیر حسین	حفیظ اللہ	محمد عبدلرب سید احمد حسن

مجموعۂ فتوی جلد دوم ۳۸۵ تا ۳۸۶)

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ

فرضوں کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت۔ اس بارے میں احادیث وقفہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعا مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

احادیث دعا بعد فرائض

حدیث(۱): ای الدعاء اسمع فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم جوف الليل لاخر ودبر الصلواة المكتوبات

(رواه الترمذی)

یعنی کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(ترمذی)

حدیث(۲): عن المغيرة بن شعبة قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا فرغ من الصلوة قال لااله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئی قدير ـ اللهم لامانع لما اعطيت ولامعطى لما منعت ولا ينفع ذاالجد منك الجد ولفظ البخاری فی كتاب الاعتصام انه صلى الله عليه وسلم

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولاینفع ذاالجد بخاری میں منک الجد کتاب الاعتصام میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات ہر

کان یقول ھذہ الکلمات دبر کل صلوۃ ولفظ البخاری فی کتاب الصلوۃ فی دبر کل صلوۃ مکتوبہ۔

نماز کے بعد کہتے تھے اور بخاری کی کتاب الصلوۃ میں یہ روایت ان لفظوں سے ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

(رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی)

اس حدیث سے ہر فرض کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔اسی طرح لفظ اذا سلم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳): وعن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ انہ قال ماد نوت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ ولا تطوع الا سمعتہ یقول اللھم اغفرلی ذنوبی وخطایای کلھا اللھم انعشنی واجبرنی واھدنی لصالح الاعمال والا خلاق انہ لا یھدی لصالحھا ولا یصرف سیئھا الا انت۔ اخرجہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ کذا فی التحفۃ المرغوبۃ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی بھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا اللھم اغفرلی ذنوبی الخ (باقی دعا حدیث میں پڑھ لو) تحفہ مرغوبہ میں ہے کہ اس حدیث کو ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ذکر کیا ہے۔

حدیث (۴): وعن عبد اللہ بن الزبیر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر الصلوات لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء

الحسن الجميل لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون (رواه مسلم)۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے لا اله الا الله الخ (باقی دعا حدیث میں دیکھو)

حدیث (۵): وعن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا صلی وفرغ مسح بیمینه علی رأسه وقال بسم الله الذی لااله الا هو الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن (رواه الطبرانی والبزاز (کذا فی السعایة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو سیدھا ہاتھ اپنے سر مبارک پر ملتے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمٰن الخ۔

حدیث ۶: وعن انس رضی الله عنه قال ما صلّی رسول الله صلی الله علیه وسلم بنا الا قال حین اقبل علینا بوجهه اللهم انی اعوذبك من كل عمل يخزيني اواعوذبك من كل صاحب یوذینی واعوذبك من عمل یلهینی۔واعوذبك من کل فقر ینسینی واعوذبك من کل غنی یطغینی۔

(رواه البزاز وابویعلی کذا فی السعایة)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کبھی ہمیں نماز پڑھائی تو ہماری طرف منھ کر کے یہ دعا پڑھی اللهم انی اعوذبك من کل عمل الخ۔

حدیث ۷: وعن علی قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذاسلم من الصلوة قال اللهم اغفرلی ماقدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت ومااَنت اعلم به منی انت المقدم والموخر لااله الا انت (رواه ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللھم اغفرلی الخ۔

حدیث ۸: وعن ثوبان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا ارادان ینصرف من صلوتہ استغفر ثلث مرات ثم قال اللھم انت السلام الخ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے لوٹنا چاہتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے، پھر فرماتے اللھم انت السلام الخ۔

حدیث ۹: وعن زید بن ارقم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی دبر کل صلوۃ اللھم ربنا ورب کل شئی انا شھید انک الرب لا شریک لک اللھم ربنا ورب کل شئی انا شھید ان محمد اعبدک ورسولک اللھم ربنا ورب کل شئی انا شھید ان العباد کلھم اخوۃ اللھم ربنا ورب کل شئی اجعلنی مخلصالک واھلی فی کل ساعۃ من الدنیا والاخرۃ یا ذالجلال والاکرام اسمع واستجب اللہ الاکبر اللہ الاکبر اللہ نور السموات والارض اللہ الاکبر حسبی اللہ ونعم الوکیل اللہ الاکبر اللہ الاکبر (رواہ ابوداؤد والنسائی واحمد)

زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے اللھم ربنا ورب کل شئی الخ۔

حدیث ۱۰: وعن عقبۃ بن عامر قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقرا بالمعوذات دبر کل صلوۃ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں (معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں قل اعوذ برب الناس۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل ھو اللہ احد۔

حدیث ۱۱: اخرج الطبرانی من روایۃ جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد

المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة انتهى (كذا فى السعاية نقلا عن المواهب للقسطلانى نقلاً عن الحافظ ابن حجر)۔

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنا نوافل کے بعد مانگنے سے اس قدر افضل ہے جس قدر فرائض نوافل سے افضل ہیں۔

اور نماز کے بعد اذکار اور دعا کے بارہ میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں یہ ہم نے صرف چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں۔ ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہیں۔

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد ذکر کرتے اور دعا مانگتے تھے۔ دیکھو حدیث نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۶۔

(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کہ کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیت دعا کا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر ا و نمبر ۱۱۔

(۳) فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد دعا ثابت ہے خواہ ان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں دیکھو حدیث ۱ ۲ ۳ ۶ ۸ ۹ - کہ ان حدیثوں میں کل صلوۃ کا لفظ موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی نہ تھی کہ اللھم انت السلام ومنك السلام الخ پڑھتے ہوں بلکہ اور دعائیں بھی آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۲ سے ۱۰ تک۔

(۵) دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرائض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار میں بھی اللھم انت السلام الخ سے بڑھی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۲۔۳۔۴۔۶۔۹۔۱۰۔

(۶) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اللھم انت السلام الخ کے اور دعائیں بھی جو اس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے۔ دیکھو حدیث نمبر ۲۔۷۔۸۔

الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور آپ کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللھم انت السلام الخ سے کسی قدر زیادہ مقدار کی دعا مانگنا بھی جائز ہے اور خود سرورِ کونین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

روایات فقہیہ بہ ثبوت دعا بعد فرائض

(۱) قال فی شرعة الاسلام وتغنتم ای المصلی الدعاء بعد المكتوبة (انتهى كذا فى التحفة المرغوبة)

شرعۃ الاسلام میں ہے، اور غنیمت سمجھے نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے۔

(۲) فی مفاتيح الجنان قوله بعد المكتوبة اى قبل السنة انتهى۔

(كذ فى التحفة المرغوبة والسعاية)

مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے دعا مانگے۔

(۳) فـی نور الايضاح وشرحه المسمٰى بامداد الفتاح ثم بعد الفراغ عن الصلوٰة يدعو الامام لنفسه وللمسلمين رافعى ايديهم حذ الصدور وبطونها ممايلى الوجه بخشوع وسكون ثم يمسحون بها وجوههم فى أخره اى عند الفراغ من الدعاء انتهى۔

(كذا فى التحفة المرغوبة والسعاية)

نور الایضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح میں ہے۔ پھر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہوکر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں۔ خشوع وسکون سے دعا مانگیں پھر یعنی دعا سے فارغ ہوکر ہاتھ منہ پر پھیرلیں۔

(۴) قد اجمع العلماء علی استحباب الذکر والدعاء بعد الصلوة وجائت فیه احادیث کثیره۔ انتهی۔ تهذیب الاذکار للرملی کذا فی التحفة المرغوبة۔

یعنی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں (ناظرین احادیث کو ملاحظہ فرما چکے ہیں۔مولف)

(۵) عن البستی انه قال فی تفسیر قوله تعالیٰ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ الایه ای اذکروا الله تعالیٰ وادعوا بعد الفراغ من الصلوة انتهی۔

(فتاوی صوفیه کذا فی التحفة)

یعنی بُستی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے فاذا قضیتم الصلوة الایہ یعنی نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(۶) من فوائد هذا الحدیث استحباب الذکر عقیب الصلوة لانها اوقات فاضلة یرتجی فیها اجابة الدعاء انتهی

(عمدة الفاری شرح صحیح البخاری)

یعنی علامہ عینی نے بیان کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(۷) ان الدعاء بعد الصلوة المکتوبة مسنون وکذا رفع الیدین ومسح الوجه بعد الفراغ انتهی

(منهج العمال والعقائد السنية کذا فی التحفة)۔

یعنی منہج العمال اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے۔ اور اسی طرح ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(۸) فاذا فرغت من الصلوة فارغب للدعاء الی اللہ تعالیٰ فانہ اقرب الی الا جابۃ انتھی۔ یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہوتو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

(کذا فی التحفۃ المرغوبۃ)نقلا المبسوط

الحاصل : یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہوکر ہاتھ منھ پر پھیریں۔ شرعۃ الاسلام اور مفاتیح الجنان کی عبارتوں نمبر ا و نمبر ۲ سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوگئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہئے اور یہی بہتر و افضل ہے۔ اور نور الایضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح کی عبارت (نمبر۳) سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا اور منھ پر پھیرنا بھی جائز ہے۔ اور منہج العمال اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہاتھ اٹھانا اور منھ پر پھیرنا مسنون ہے۔ اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مبسوط کی عبارتوں (نمبر ۶ و نمبر ۸) سے یہ ثابت ہوگیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔ اور یہ کہ یہ وقت دعا کیلئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت نہیں اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں ذکر شیخ عبدالحق المحدث الدھلوی فی شرحہ علی الصراط المستقیم ۔ اما ایں دعا کہ ائمہ مساجد بعد از سلام نماز میکنند و مقتدیان آمین آمین میگویند چنانکہ آلان در دیار عرب و عجم متعارف است زعادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبود و دریں باب ہیچ حدیثے ثابت نشدہ و بدعتے است مستحسن انتھی (کذا فی التحفۃ المرغوبۃ) یعنی شیخ محدث دہلوی نے شرح صراط مستقیم میں ذکر کیا

ہے کہ یہ دعا جو مسجدوں کے امام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں جیسا کہ آج کل دیار عرب وعجم میں متعارف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت ایسی نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور یہ بدعت مستحسنہ ہے۔ انتہیٰ۔

جواب: اس شبہہ کے بھی کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ حضرت شیخ محدث دہلویؒ کی اگر یہ مراد ہے کہ نفس دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام نماز کے بعد ثابت نہیں تو اس کے جواب کیلئے حدیث نمبر۲ و نمبر۷ و نمبر۸ ملاحظہ ہوں کہ ان سے سلام کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ فتح محمد شطاری نے فتوح الاوراد میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالحقؒ نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہدیا ہے کہ ان کو ان احادیث کی اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

(۲) دوم یہ کہ شیخ کی مراد یہ ہو کہ ہاتھ اٹھانا اور آمین آمین کہنا ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث (۱) میں اس کا ذکر نہ ہونا کہ اس دعا میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ کسی شئے کا ذکر نہ ہونے سے اس کا عدم لازم نہیں فان عدم الثبوت لا یستلزم ثبوت العدم وهذا ظاهر جدا جیسا کہ روایات سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح یہ بھی کسی روایت میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اور جب کہ اس کا لحاظ کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

عن السائب بن يزيد عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعا رفع يديه ومسح وجهه (رواه ابوداؤد)

سائب بن یزید اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تو ہاتھ

---

(۱) یہ جواب علی سبیل الفرض ہے ورنہ اس مخصوص مسئلہ میں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ ظفر احمد جونپوری

اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

وعن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال المسئلة ان ترفع يديك حذو منكبيك اونحوهما (رواه ابو دواؤد)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ مونڈھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من آداب الدعاء رفع اليدين ۔ (حصن حصين)

علامہ ابن جزریؒ حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے۔

غرضیکہ یہ روایات اس بات پر دلیل واضح ہیں۔ بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے عموم کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے اور یہی راجح ہے۔ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ سعایہ میں اس بیان کے بعد کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا صراحۃً ثابت نہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔

الاانه لما ندب اليه فی مطلق الدعا استحبه العلماء فی خصوص هذا الدعاء ايضاً ۔

یعنی چونکہ مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علماء نے خاص اس دعا (یعنی فرضوں کے بعد کی دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم: یہ کہ شیخ کا یہ کہنا کہ یہ بدعت مستحسنہ ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باعتبار معنی لغوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستحسنہ کہکر بتادیا کہ یہ بدعت سیئہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے۔ اور وہ اصل یہی احادیث ہیں جن سے مطلق دعا میں رفع یدین کی

فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہارم: یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو جائز کہنا اور فرضوں کے بعد دعا کو نا جائز کہنا تعسف وتحکم ہے۔

پنجم: یہ کہ روایات فقہیہ مذکورۂ فصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے۔ دیکھو روایات فقہیہ نمبر ۳ و نمبر ۷۔ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں۔ اور یہ کہ انھوں نے رفع یدین ہی کو راجح سمجھا ہے۔

(نفائس مرغوبہ لمولانا مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم ص ۸ تا ۲۱)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے رسالہ کے استحباب الدعوات عقیب الصلوۃ کا ترجمہ

دعاء و نیاز بعد انواع نماز

بسم الله الرحمن الرحیم ـ الحمد لله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفی۔ اما بعد۔ یہ رسالہ ترجمہ ہے رسالہ استحباب الدعوات عقیب الصلوۃ کا جس کو بقیۃ السلف حجۃ الخلف آیۃ من آیات اللہ من الذین اذا رؤا ذکر اللہ مجدد الملۃ حکیم الامۃ سیدی وسندی کہفی ومعتمدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ متعنا اللہ تعالیٰ وسائر المسلمین بطول بقاۂ بالخیر نے مفتی مالکیہ علامہ شیخ محمد علی مکی کے رسالۂ مسلک السادات سے انتخاب و تلخیص کر کے تالیف فرمایا ہے احقر نے حسب ایما حضرت والا اس کا اردو ترجمہ نفع عوام کے لئے لکھ دیا ترجمہ میں بغرض سہولت عوام تحت اللفظ کی رعایت چھوڑ کر خلاصہ مطلب لیا گیا ہے حق تعالیٰ اس کو بھی مسلمانوں کیلئے مفید اور اس ناکارہ کیلئے ذخیرۂ آخرت بنادے واللہ ولی التوفیق وہو حسبی ونعم الوکیل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: بعد حمد وصلوۃ کے واضح ہو کہ یہ رسالہ کتاب مسلک السادات الی سبیل الدعوات کا خلاصہ ہے جسکو علامہ فاضل شیخ محمد علی بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ مقیم مکہ مکرمہ نے ۱۳۲۱ھ میں تالیف فرمایا ہے۔ اور اس میں عموماً احکام دعا کی تحقیق اور بالخصوص ہر نماز کے بعد دعا کا مستحب ہونا ہر منفرد اور امام اور جماعت کے لئے (احادیث معتبرہ اور مذاہب اربعہ کی روایات فقہیہ سے ثابت فرمایا ہے)۔ میں نے اس رسالہ کا

خلاصہ لکھدیا تا کہ ان بیباک لوگوں کی زبان بند ہو جو دعا بعد نماز پر بدعت ہونے کا حکم کرتے ہیں۔ اور اس تلخیص کا نام استحباب الدعوات عقیب الصلوۃ رکھدیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع دے اور میرے لئے اس کو روز قیامت ذخیرہ بنادے اور میرا نام اشرف علی تھانوی ہے اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرمائے اور میں نے یہ رسالہ اوائل رجب ۱۳۵۴ھ میں تحریر کیا ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین الف سلام وتحیہ۔

پہلا جزو: (امام نسائی کے شاگرد) ابن سنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں اسناد مندرجہ متن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اللہ کا بندہ ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر یہ دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ اپنے ذمہ لازم کر لیتے ہیں کہ اس کے ہاتھوں کو محروم کر کے نہ لوٹائیں (بلکہ اسکی دعا قبول فرماتے ہیں اور ترجمہ دعا کا یہ ہے) یا اللہ اے میرے معبود اور حضرت ابراہیمؑ واسحاق و یعقوب کے معبود اور جبرئیل ومیکائیل واسرافیل کے معبود میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری دعا قبول فرما۔ اس لئے کہ میں مضطر (مجبور) ہوں اور دین کے معاملہ میں میری حفاظت فرما کیونکہ مبتلاء (معاصی) ہوں اور مجھے اپنی رحمت کے اندر لے لیجئے کیونکہ میں گناہ گار ہوں اور مجھ سے فقر و محتاجی کو دور کر دیجئے کیونکہ میں مسکین ہوں۔ اس حدیث کی اسناد میں راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بھی ہیں جن کے بارہ میں علماء کو کلام (اختلاف) ہے اور میزان الاعتدال وغیرہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں اس پر عمل کیا جاویگا جیسا کہ ہر اہل علم جانتا ہے اور اس حدیث کی تقویت اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں بروایت اسود عامری عن ابیہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو جانب قبلہ سے ہٹ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی (اور آگے دعا وہی ذکر کی ہے جو اوپر والی حدیث میں گذری) اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ

ائمہ حدیث نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک ضعیف روایت (اس کی مؤید) مل جاتی ہے تو وہ ساقط وغیر معتبر ہونے کے درجہ سے ترقی کرکے درجہ اعتبار واعتماد پر پہونچ جاتی ہے۔ اور حافظ (جلال الدین) سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ فص الوعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء میں بحوالہ ابن ابی شیبہ محمد یحی اسلمی سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس طرح دیکھا کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا ہے جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے تھے دعاء کیلئے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور سب راوی اس روایت کے ثقہ ہیں اھ یہ تحقیق علامہ سید محمد بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن یحیٰی بن عمر بن مقبول اہدل زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے اور کتاب المعیار میں ہے کہ (امام حدیث) عبدالرازق نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے (یعنی زیادہ قبولیت کے قریب ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری نصف رات کے وقت اور فرض نمازوں کے بعد اس حدیث کو محدث عبدالحق اور ابن قطان نے صحیح کہا ہے اور امام محدث ابو الربیع نے اپنی کتاب مصباح الظلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگنا ہو وہ نماز فرض کے بعد مانگے۔ اھ۔

جزو دوم: امام ابن سنیؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے کہ میں جب کبھی نماز فرض یا نفل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا تو ہمیشہ یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ یا اللہ میرے سب گناہ اور خطائیں معاف فرما دیجئے اور میرا جبر نقصان کر دیجئے یا اللہ مجھے بلند کیجئے اور مجھے عمدہ اخلاق واعمال کی طرف ہدایت فرمایئے کیونکہ اچھے اعمال واخلاق کی طرف آپ کے سوا کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور نہ برے اعمال واخلاق سے آپ کے سوا کوئی ہٹا سکتا ہے۔ اور امام

نسائی نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسی علیہ السلام کیلئے دریا کو شق کر دیا تھا کہ ہم تورات میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ نبی اللہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے اے اللہ میرے دین کو درست فرما دے جس کو آپ نے میرے لئے پناہ بنایا ہے اور میری دنیا کو درست کر دیجئے جس میں آپ نے میرا گذارہ رکھا ہے یا اللہ میں آپ کے غصہ سے آپ کی رضا کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اور آپ کے عذاب سے آپ کی معافی کیساتھ پناہ پکڑتا ہوں اور میں آپ سے آپ ہی کیساتھ پناہ لیتا ہوں جو کچھ آپ عطا فرما دیں اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روکیں اس کو کوئی عطا کرنے والا نہیں اور آپ کے مقابلہ میں کسی کوشش کرنے والے کی کوشش نہیں چلتی راوی کہتا ہے کہ حضرت کعب نے یہ بھی فرمایا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز ختم کرنے کے بعد یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اور تلخیص رسالہ میں بضمن فائدہ مستدرک حاکم باب الدعاء بعد الصلوۃ سے اس روایت کا بھی اضافہ کیا گیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذؓ خدا کی قسم میں تم سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان خدا کی قسم میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں پھر فرمایا اے معاذ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا (دعا یہ ہے) یا اللہ اپنے ذکر اور شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت معاذؓ نے یہی وصیت صنابحی کو فرمائی اور صنابحی نے ابو عبد الرحمٰن کو اور ابو عبد الرحمٰن نے عقبۃ بن مسلم کو حاکم نے اس حدیث کو علی شرط البخاری و مسلم صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس کو تسلیم کیا ہے (تمت الفائدہ) اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ (انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھو۔ یا اللہ مجھے آگ سے نجات دیجئے اگر تم نے یہ دعا پڑھ لی اور پھر تمہیں اسی رات میں موت آ گئی تو تمہارے لئے جہنم کی

آگ سے نجات لکھدی جاویگی۔ اور جب صبح کی نماز پڑھ چکو جب بھی یہی دعا اسی طرح پڑھو اگر اس دن میں تمہیں موت آگئی تو تمہارے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جاویگی۔

تیسرا جزو: خوب سمجھ لیجئے کہ مذاہب اربعہ (یعنی حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ) میں اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ (نماز کے بعد) آہستہ دعا مانگنا امام اور منفرد کے لئے مستحب ہے اور مالکیہ اور شافعیہ امام کے لئے اس کی بھی اجازت دیتے ہیں کہ دعا جہراً پڑھے تاکہ مقتدیوں کو تعلیم ہو یا وہ اس کی دعا پر آمین کہہ سکیں مالکیہ کی روایات فقہیہ اس بارہ میں یہ ہیں معیار میں ہے کہ ابن عرفہ نے کہا ہے کہ علم اور دین میں جن ائمہ کی اقتداء کی جاتی ہے ان کا عمل اس پر رہا ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھتے اور میں نے کسی کو نہیں سنا جو اس سے انکار کرتا ہو بجز اس جاہل کے جس کا اتباع نہیں کیا جاسکتا اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے بعض علماء اندلس پر کہ جب انھوں نے یہ سنا کہ بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں تو ایک رسالہ اس کی تردید میں تصنیف فرمایا اھ اور (کتاب المعیار) کے نوازل الصلوۃ میں مرقوم ہے ان امور میں سے جنکا ثبوت مثل ضروریات و بدیہات کے ہے تمام اطراف دنیا میں ائمہ کرام کا یہ عمل بھی ہے کہ نمازوں کے بعد مساجد اور جماعت میں دعا مانگتے تھے۔ اور استصحاب حال ایک حجۃ شرعیہ ہے اور مشرق و مغرب میں تمام مسلمانوں کا اس پر قدیم زمانہ سے مجتمع اور متفق ہو جانا اور کسی کا انکار نہ کرنا اس عمل کے جائز اور اس کو اختیار کرنے کے مستحب و مستحسن ہونے اور علماء مذہب کے نزدیک اس کے مؤکد ہونے کے دلائل میں سے ہے۔ انتہی باختصار۔

اور قاضی محمد ابن العربی فرماتے ہیں کہ دعا بعد نماز فرض کے افضل ہے دعا بعد نماز نفل سے۔ اور اکمال میں ہے کہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے ان مواضع کو جمع کیا جن میں دعا ہوتی ہے ان میں سے ایک دعا بعد نماز بھی ہے اور امام ابن عرفہ نے اس بارے میں کسی کا خلاف ہونے کا انکار فرمایا ہے اور کہا ہے کہ میں اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں سمجھتا میں کہتا ہوں کہ امام ابن عرفہ نے

اگر اپنے قول میں کسی قسم کی کراہت نہ سمجھنے سے مراد لی ہے کہ کسی متقدم بزرگ نے اس کو مکروہ نہیں کہا تو صحیح ہے اور اگر مطلقاً مکروہ نہ کہنا مراد ہے تو اس میں ایک تردد ہے وہ یہ کہ شیخ شہاب الدین قرافی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قواعد کے آخر میں کراہت ذکر کی ہے اور علت کراہت کی یہ بیان کی ہے کہ امام کے نفس میں اس کی وجہ سے تعاظم وتکبر پیدا ہوتا ہے انتھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ مقتضا اس کا یہ ہے کہ قرافیؒ نے اس کو مطلقاً مکروہ کہا ہے خواہ سرّاً ہو یا جہراً حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ابوالحسن کے حاشیہ رسالہ میں یہ الفاظ ہیں۔ قرافی کہتے ہیں کہ امام مالک اور علماء کی ایک جماعت نے ائمہ مساجد وجماعات کیلئے فرض نمازوں کے بعد حاضرین کو سنانے کی لئے جہراً دعا مانگنا مکروہ سمجھا ہے کیونکہ اس صورت میں اس کے لئے دو چیزیں بڑائی اور سیادت کی جمع ہو جائیں گی ایک بوجہ امامت کے سب کے آگے ہونا دوسرے یہ کہ اس نے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان دعا میں ایک واسطہ بنا کر قائم کر دیا ہے تو عجب نہیں کہ اس کے نفس میں تکبر پیدا ہو جاوے اور اس کا قلب فاسد ہو جاوے اور اس حالت میں حق تعالیٰ کی جتنی عبادت کر رہا ہے اس سے زیادہ گناہ میں مبتلا ہو جاوے۔

ف: حضرت جامع رسالہ استحباب الدعوات میں فرماتے ہیں کہ جو کراہت کسی ایسے عارض کی وجہ سے ہو کہ اس کا وجود اکثر اور غالب نہ ہو وہ کراہت عارض کے معدوم ہونے کے وقت اباحت فی نفسہ کی معارض ومخالف نہیں ہے۔

چوتھا جزو: لوگوں نے اس مسئلہ میں بہت بحث وگفتگو کی ہے یعنی نماز کے بعد امام کا دعا کرنا اور حاضرین کا اس پر آمین کہتے رہنا اور خلاصہ اس تحقیق کا جو امام ابن عرفہ اور عبرینی نے فرمائی ہے یہ ہے کہ ایسی دعا اگر اس نیت سے ہو کہ یہ نماز کی سنتوں اور مستحبات میں سے ایک سنت ومستحب ہے تب تو ناجائز ہے اور اگر اس عقیدہ سے سلامتی کے ساتھ (محض ایک دعاء مستجاب ہونے کی حیثیت سے) ہے تو وہ اصل دعا کے حکم میں ہے اور دعا ایک عبادت شرعیہ ہے جس کی

فضیلت نصوص شریعت سے معروف ومشہور ہے اھ۔ یہاں تک عدوی کا کلام ختم ہوا کسی قدر تصرف وزیادت کے ساتھ۔

پانچواں جزو: اور مذہب شافعیہ کی روایات فقہیہ (اس مسئلہ میں) یہ ہیں فتح المعین اور اس کے متن میں ہے اور مسنون ہے ذکر اور دعاء بعد نماز کے آہستہ یعنی دعا کا آہستہ پڑھنا مسنون ہے منفرد کے لئے بھی اور امام اور مقتدیوں کیلئے بھی اور اس امام کے لئے بھی جو اس کا ارادہ نہ رکھے کہ حاضرین کو تعلیم ہو یا حاضرین اس کی دعا سن کر پھر آمین کہیں اھ اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح عباب میں اور ان کے فتاویٰ کبریٰ میں ہے مسنون ہے نمازی کے لئے جب کہ وہ منفرد یا مقتدی ہو۔ (جیسا کہ کتاب مجموع میں بحوالہ نص مذکور ہے) یہ کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد کثرت سے ذکر اللہ کرے اور پست آواز سے دعا مانگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے لیکن امام اسنوی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ امام کے لئے مسنون یہ ہے کہ مقتدیوں کے ساتھ ذکر ودعا میں اختصار کرے جب وہ چلے جائیں (یا منتشر ہو جائیں) پھر طویل ذکر ودعا کر سکتا ہے۔

چھٹا جزو: اور مذہب حنابلہ کی روایات فقہیہ کے متعلق کچھ عبارات صاحب رسالہ نے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ان عبارات کے مجموعہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دعا بعد تمام نمازوں کے حنابلہ کے نزدیک مسنون اس لئے ہے کہ یہ وقت ساعات اجابت میں سے ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ شیخ منصور بن ادریس حنبلی نے شرح اقناع میں فرمایا ہے کہ مسنون ہے ذکر اللہ اور دعا واستغفار بعد نماز فرض کے یہاں تک کہ فرمایا اور دعا کرے امام بعد نماز فجر وعصر کے کیونکہ ان دونوں نمازوں میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں تو وہ اس کی دعا پر آمین کہیں گے جس سے وہ اقرب الی القبول ہو جاویگی اور اسی طرح ان دونوں نمازوں کے علاوہ اور نمازوں میں بھی دعا کرے کیونکہ اوقات اجابت میں سے ایک وقت فرض نمازوں کے بعد بھی ہے اور چاہئے کہ دعا کو حمد وثنا سے شروع کرے۔ اور اسی پر ختم کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

بھیجے دعاء کے اول و آخر میں بھی اور وسط میں بھی اور سب دعا کرنیوالے اس وقت قبلہ کی طرف منھ کریں علاوہ امام کے کیونکہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں استقبال قبلہ ہو لیکن امام کیلئے استقبال قبلہ (بعد ختم نماز کے) مکروہ ہے بلکہ وہ مقتدیوں کی طرف توجہ کر کے بیٹھے کیونکہ اوپر گذر چکا ہے کہ امام کو بعد سلام کے مقتدیوں کی طرف پھر جانا چاہئے کہ دعا کرنے والا دعا میں الحاح واصرار کرے اور دعا کو تین مرتبہ مکرر کرے کیونکہ مکرر کرنا بھی صورت الحاح کی ہے اور دعا پست آواز سے بہ نسبت جہر کے افضل ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ادعو ربکم تضرعا وخفیہ یعنی اپنے رب کو پکار و الحاح وزاری کے ساتھ خفی آواز سے کیونکہ خفیہ اور سراً دعا کرنا اخلاص کی طرف اقرب ہے فرمایا (شیخ منصور نے) دعا میں جہر اور بلند آوازی نماز اور غیر نماز میں مکروہ ہے مگر حج کرنیوالا اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کے لئے آواز بلند کرنا ہی افضل ہے بوجہ اس حدیث کے کہ افضل حج کا وہ ہے جس میں آوازیں (دعا وتلبیہ) بلند ہوں اور خون (قربانیوں کے) بہائے جاویں اھ مراد بظاہر یہ ہے کہ اگر دعا کا جہر تعلیم حاضرین اور ان کے آمین کہنے کے قصد سے ہو تو علماء اس کو مکروہ نہیں کہتے۔

ساتواں جزو: اور مذہب حنفیہ کی روایات فقہیہ یہ ہیں علامہ شرنبلالی کی شرح نور الایضاح اور اس کے متن میں ہے مستحب ہے امام کیلئے بعد نفل کے اور بعد نماز فرض کے اگر بعد اس فرض کے کوئی نفل نہ ہو یہ کہ اگر چاہے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے بشرطیکہ اس کے مواجہہ میں کوئی شخص نماز نہ پڑھ رہا ہو کیونکہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور اگر چاہے تو امام یہ بھی کر سکتا ہے کہ اپنی بائیں طرف پھر جائے اور قبلہ کو اپنی داہنی طرف کرے اور اگر چاہے تو اپنی دائیں جانب پھر جائے اور قبلہ کو اپنی بائیں جانب کرے اور یہ اخیر صورت اولیٰ و بہتر ہے اس لئے کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو یہ چاہتے تھے کہ ہم آپ کی

داہنی جانب میں کھڑے ہوں تا کہ آپ کا چہرہ مبارک ہماری طرف ہو اور امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ بعد نماز کے نہ بیٹھے بلکہ اپنی حاجات کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ جب نماز پوری ہو جائے تو اطراف زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے رزق وروزی کو طلب کرو اور یہ حکم (منتشر ہو جانے کا) اباحت وجواز کے لئے ہے (الی قولہ) دعا کے وقت ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوں اپنے سینوں کے برابر اور ہاتھ کی اندرونی جانب یعنی ہتھیلی کی طرف اپنے چہرے کی جانب ہو اور یہ تمام افعال خشوع وسکون کے ساتھ ہونا چاہئیں۔

آٹھواں جزو: پس ان تمام احادیث اور عبارات مذاہب سے یہ حاصل ہوا کہ:

تمام نمازوں کے بعد دعا کرنا چاروں مذہبوں میں مسنون ومشروع ہے اس کا انکار سوا اس جاہل مجنون کے کسی نے نہیں کیا جو اپنی ہوائے نفسانی کے راستہ میں گمراہ ہو گیا اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس کو بہکا دیا۔

(ترجمہ نظم) جاہل نے یہ سمجھ لیا کہ محض اس کی عقل کسی وقت اس کو سیدھے راستہ کی ہدایت کر دیگی۔ اس کے اس گمان نے اسے گمراہ کر دیا یہاں تک کہ شریعت پر محض بہتان اور اپنی انتہائی بیوقوفی سے رد کرنے لگا۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے دین کو سلامت رکھ اور اپنے بندوں کو صحیح اور سیدھے راستہ کی ہدایت فرما۔

نوواں جزو: دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کے متعلق سید محمد ابن عبد الرحمٰن اہدل فرماتے ہیں

سمجھ لو حق تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے کہ دعا کے وقت خواہ وہ کوئی دعا ہو اور کسی وقت ہو نمازوں کے بعد ہو یا ان کے سوا دوسرے اوقات میں ہاتھ اٹھانے پر احادیث نبویہ دلالت کرتی ہیں خاص خاص اوقات کے لئے بھی اور عام اوقات کے لئے بھی الفاظ عموم کی روایات تو یہ ہیں۔ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور ابن حبان نے اس روایت کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں اس کو صحیح علی شرط الشیخین لکھا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بہت حیا کرنے والے اور کریم ہیں وہ اس سے حیا کرتے ہیں کہ کوئی شخص اس کی طرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی اور محروم لوٹا دیں۔ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح الاسناد کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی رحیم و کریم ہے اس بندہ سے حیا کرتا ہے جو اس کی طرف ہاتھ اٹھائے کہ اس کے ہاتھوں کو کوئی خیر وعطا نہ رکھے۔اور امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو ہاتھوں کے باطنی جانب سے سوال کرو ظاہری طرف سے نہ کرو (یعنی ہتھیلیاں چہرہ کی طرف ہوں اور پشت دست نیچے کی طرف) اور حضرت عباس سے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔ اور اس میں یہ زیادہ کیا ہے کہ جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لو۔ اور ترمذی نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو نہ ڈالتے تھے جب تک کہ ان سے چہرہ مبارک پر مسح نہ فرمالیں اور فتح الباری کتاب الدعوات باب رفع الیدین فی الدعاء میں ہے کہ وارد ہوئی ہیں بہت سی احادیث ہاتھ اٹھانے کی مشروعیۃ میں۔

اور حضرت ابوداؤد نے حضرت سلمانؓ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارا رب حیا کرنیوالا کریم ہے اپنے بندہ سے حیا کرتا ہے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے ان کو خالی لوٹا دے اور سند اس حدیث کی عمدہ ہے اور وہ روایات جن میں خاص خاص اوقات کی دعاؤں میں ہاتھ اٹھانے کا ارشاد ہے وہ اس رسالہ کی فصل اول میں گذر گئی ہے۔

ف ۱: اس رسالہ کی تلخیص کرنیوالے حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ فصل اول سے اصل رسالہ مسلک السادات کی فصل مراد ہے اور اس تلخیص رسالہ میں یہ روایات جز اول کے زیر عنوان گذر گئی ہیں۔

ف ۲: حضرت جامع فرماتے ہیں کہ مصنف کا یہ فرمانا کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ہر حال اور ہر وقت میں بعد نماز ہو یا دوسرے وقت میں بہر حال مستحب ہے یہ اس وقت ہے جب کہ الفاظ دعا کو طلب حاجت کے قصد و نیت سے پڑھے لیکن جب یہ قصد نہ ہو بلکہ بطور ذکر مسنون کے پڑھنا ہو جیسے صبح شام اور خواب و بیداری کے اوقات کی دعائیں یا بیت الخلا میں جانے اور نکلنے کی اور مسجد میں جانے اور نکلنے کی اور وضو کی دعائیں اور مجلس سے اٹھنے اور بازار میں داخل ہونے وغیرہ کی دعائیں جیسا کہ کتاب عمل الیوم واللیلہ اور اذکار نووی اور حصن حصین میں یہ دعائیں مفصل مذکور ہیں تو ان دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں اور سلف و خلف میں کسی عالم یا فقیہ کو نہیں سنا گیا کہ وہ ان میں ہاتھ اٹھانے کو مستحب یا مسنون ہونے کا قائل ہو اور کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو مسلمان کا کوئی وقت بھی ہاتھ اٹھانے سے خالی نہ رہتا کیونکہ یہ دعائیں تو انسان کی ہر نقل و حرکت پر مسنون ہیں اور یہ فرق جو مذکور ہوا حضرات فقہاء نے اس کی رعایت دوسرے موقع پر بھی فرمائی ہے مثلاً جنب کے لئے حکم ہے کہ اگر تلاوت قرآن بہ نیت تلاوت کرے تو جائز نہیں اور اگر بہ نیت ذکر ماثور یا طلب حاجت کرے تو جائز ہے جیسا کہ عام کتب فقہ میں موجود ہے۔

دسواں جزو: (رفع یدین فی الدعاء کے متعلق مذاہب اربعہ کی تصریحات) حضرات مالکیہ کی روایات تو یہ ہیں عتبہ میں ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبداللہؒ کو دیکھا کہ نماز کے بعد بیٹھے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے ہیں۔ امام مالکؒ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ اس میں کچھ کراہت سمجھتے ہیں فرمایا کہ میں اس میں کوئی کراہت نہیں سمجھتا البتہ ہاتھوں کو بہت زیادہ نہ اٹھائے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھانا بوقت رغبت کے اظہار عاجزی وطلب کے طور پر محمود و مستحسن ہے قاضی ابو محمد ابن العربی فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ رفع یدین کس حد تک ہونا چاہئے بعض نے فرمایا کہ سینہ تک اور بعض نے چہرہ تک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ دعا میں اس حد تک ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

گیارہواں جزو: اور مذہب شوافع کی روایت فقہی یہ ہے فتح المعین حاشیہ اربعین ابن حجر میں ہے اور اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں سنت ہے غیر نماز میں اور نماز میں صرف قنوت کے وقت حسب اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

بارہواں جزو: اور مذہب حنفیہ کی روایات فقہی بحوالہ شرح نور الایضاح شرنبلالی اوپر گذر چکی ہے جس میں تمام نمازوں کے بعد خشوع وخضوع کے ساتھ سینہ تک ہاتھ اٹھانے اور ان کے اندرونی حصہ کو چہرہ کی طرف کرنے کا مطلوب ومستحب ہونا مذکور ہے۔ **ف:** حضرت جامع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرنبلالی کی یہ عبارت ساتویں جزو میں مذکور ہوئی ہے۔

تیرہواں جزو: اور حنابلہ کی روایات مذہب یہ ہیں شرح مقنع باب الاستسقاء میں شیخ بہوتی کا قول ہے کہ اٹھائے اپنے دونوں ہاتھ دعا میں استحباباً۔ بوجہ ارشاد حضرت انسؓ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ کسی دعا میں سوا استسقاء کے اور آپ (استسقاء میں) اس حد تک

حصول نعمت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن عمر بن الخطاب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا انزل عليه الوحي سمع عند وجهه دوی کدوی النحل فانزل عليه يوما فمكثنا ساعة فسرى عنه فاستقبل القبلة ورفع يديه وقال اللهم زدنا ولا تنقصنا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا ولا تحرمنا وآثرنا ولا تؤثر علينا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عنا ثم قال انزل على عشر آيات من اقامهن دخل الجنة ثم قرأ قد افلح المومنون حتى ختم عشر آيات رواه احمد والترمذی۔

(مشکوۃ ص ۲۱۹)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے رخِ انور کی جانب سے نہایت آہستہ آواز، شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی سنائی دیتی تھی۔ ایک روز آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، ہم لوگ ایک ساعت ٹھہرے رہے جب آپ سے یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ قبلہ کی جانب متوجہ ہوئے اور ہاتھوں کو اٹھا کر یہ دعا کیا، یا اللہ ہمیں زیادہ کر اور گھٹا مت اور آبرو دے ہمیں، اور خوار نہ کر اور عطیہ دے ہمیں اور محروم نہ کر اور ہمیں بڑھائے رکھ اور اوروں کو ہم پر نہ بڑھا اور ہمیں خوش کر اور ہم سے راضی ہو جا۔

پھر یہ ارشاد فرمایا کہ مجھ پر دس آیتیں نازل ہوئی ہیں جس نے ان کو یاد کیا اور مداومت کی اور اس پر عمل کیا تو جنت میں داخل ہوگا، پھر آپ نے قد افلح المومنون کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ دس آیات پر اختتام فرمایا۔ احمد، ترمذی،

(مشکوۃ ص ۲۱۹)

خر فخررت ساجدا لربی شکرا۔ رواه احمد وابوداؤد۔ مشکوۃ المصابیح کتاب الصلوة فی سجود الشکر ص ۱۳۱۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے جب ہم مقام عزوزاء کے قریب پہونچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (سواری) سے اترے اور دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر تک دعاء کی پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور دونوں دست اقدس اٹھا کر تھوڑی دیر دعاء کی پھر طویل سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر تھوڑی دیر دعاء کرتے رہے پھر سجدہ میں گئے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعاء کیا اور اپنی امت (کی مغفرت کی) شفارش کی تو میری ثلث امت کو بخش دیا تو شکریہ میں میں نے سجدہ کیا پھر میں نے سجدہ سے سر اٹھا کر اپنے رب سے اپنی امت کی مغفرت کے لئے سوال کیا تو میری ثلث امت کی بخشش فرمادی تب میں نے سجدہ شکر ادا کیا پھر سجدۂ شکر سے اٹھ کر اپنی امت کی مغفرت کی دعا کیا تو آخری ثلث کی بھی مغفرت فرمادی تب میں نے اپنے رب کے لئے سجدہ شکر ادا کیا۔

دعاء میں ہاتھ اٹھانا ادبا واجب ہے

مالك عن عبد الله بن دينار قال رانی عبد الله بن عمر بن الخطاب وانا ادعو واشير باصبعين اصبع من كل يدفنهانی لان الواجب فی الدعاء ان يكون اما باليدين وبسطهما على معنى التضرع والرغبة واما ان يشير باصبع واحد على معنى التوحيد قاله الباجی ای الواجب من جهة الادب

(صحیح الموطامع شرحہ لعلامۃ محمد الزرقانی باب العمل فی الدعاء جلد اول ص ۳۹۲)۔

عبد اللہ بن دینارؒ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے اس طرح سے

اضافہ طبع ثانی

تقدیر کو دعا ہی ٹال سکتی ہے

لا یرد القدر الا الدعاء (الحدیث)

مشکوۃ ص ۴۱۹ فی البر والصلۃ

دعا ہی تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

مشکوۃ ص ۴۹۱

سلامتی کے ساتھ غائب کی واپسی کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن ام عطیۃ قالت بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم جیشا فیهم علی قالت فسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو رافع یدیه یقول اللهم لا تمتنی حتی ترینی علیا۔ رواه الترمذی۔

مشکوۃ ص ۵۶۴

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سنا جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں دست اقدس کو اٹھا کر یہ دعا فرما رہے تھے کہ اے الٰہی مجھے اس وقت تک وفات نہ دیجئے گا جب تک کہ علیؓ کو مجھے دکھا نہ دیجئے۔

نمازون کے بعد دعاء لازمی ضروری ہے

عن مجاهد قال علیکم بالدعاء بعد الصلوات ۔

(احیاء علوم الدین للغزالیؒ)

ذکر اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا حکم دینا

روی الحاکم عن شدادبن اوس رضی الله تعالیٰ عنه قال کنا عند رسول الله وقال ارفعوا ایدیکم فقولوا لا اله الا الله ففعلنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم انك بعثتنی بهذا الکلم وامرتنی بها وعدتنی علیها انك لا تخلف المیعاد۔ سباحة الفکر فی الجهر بالذکر لمولانا محمد عبد الحی الکهنوی ص ۶۹۔

حاکم نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو بلند کرو اور لا الـه الا الله کہو ہم نے ایسا ہی کیا یعنی ہاتھ اٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس حالت میں) فرمایا اے اللہ آپ نے مجھے یہ کلمہ دیکر بھیجا ہے اور (اس کی اشاعت) کا مجھے حکم دیا ہے اور آپ نے مجھ سے اس پر وعدہ کیا ہے اور آپ وعدہ خلاف نہیں ہیں۔

ہاتھ اٹھانا دعاء کے لائق ہے اور دعاء کے لئے عمل معین ہے

وقد روی حدیث فی رفع الیدین فی القنوت فاذا صح الحدیث استحب ذالك وان کان علی خلاف الدعوات فی آخر التشهد اذ لا یرفع ببسطها الید بل النعویل علی التوقیف وبینهما ایضا فرق وذلك ان للایدی وظیفة فی التشهد وهو الوضع علی الفخذین علی هیئة مخصوصة ولا وظیفة لهما ههنا فلا یبعد ان یکون رفع الیدین هو الوظیفة فی القنوت فانه لائق بالدعاء والله اعلم۔

(احیاء علوم الدین للامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص ۱۲۹۔ الباب الرابع فی الامامة والقدوة وعلی الامام وظائف قبل الصلوة وفی القراة وفی ارکان الصلوة وبعد السلام)۔

قنوت میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے میں حدیث بھی مروی ہے جبکہ حدیث صحیح ہے۔ تو قنوت میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ اگر چہ یہ اخیر تشہد کی دعاؤں کے برعکس ہے اس لئے کہ حالت تشہد کی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے، بلکہ یہاں اعتماد توقیف پر ہے یعنی شارع علیہ السلام کے بتانے پر موقوف ہے۔ اور دونوں میں فرق بھی ہے، اور یہ فرق اس لئے ہے کہ تشہد میں ہاتھوں کے لئے عمل معین ہے، اور وہ عمل معین تشہد کی حالت میں دونوں ہاتھوں کا دونوں رانوں پر رکھنا ہے۔ اور یہاں قنوت میں ہاتھوں کے لئے کوئی عمل معین نہیں ہے۔ پس یہ بعید نہیں کہ دعاء قنوت میں ہاتھ کا اٹھانا ہی عمل معین ہو اور یہی دعا کے لائق ومناسب بھی ہے واللہ اعلم۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۱۲۹)

تبلیغ احکام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

من استعملناه منكم على عمل فكتمنا مخيطا فما فوقه كان غلو لا ياتى به يوم القيمة ثم رفع يديه حتى روى بياض ابطيه يقول اللهم هل بلغت ؟ مرتين ۔

(رواه مسلم فى صحيحه) صحيح المسلم الجلد الثانى

دیکھو، ہم جسے بھی کسی کام پر عامل بنا کر بھیجیں، پھر وہ اگر ایک سوئی یا اس سے بڑی چیز ہم سے چھپا کر رکھ لے تو یہ بھی خیانت ہوگی جسے لیکر قیامت کے دن (پوری ذلت ورسوائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے) حاضر ہونا پڑے گا۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک (آسمان کی طرف) اٹھائے اور اس قدر بلند کئے کہ ہمیں آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، (دعاء میں) فرمارہے تھے الٰہی (تو گواہ رہ) میں نے انہیں پہنچا دیا۔ دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔

(صحیح مسلم الجلد الثانی باب غلظ تحریم الغلول ص ۱۲۳)

دعاء میں ہاتھ اٹھانا تمام بلاد کے مسلمانوں کا معمول ہے

لان رفع الایدی وقت الدعاء مستحب کما علیه المسلمون فی سائر البلاد۔
(بحر الرائق ص ۳۴۱)

اس لئے کہ وقت دعاء ہاتھوں کا اٹھانا مستحب ہے جیسا کہ اسی پر تمام شہروں کے مسلمانوں کا عمل بھی ہے۔

بعد دفن، میت کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے

اخرج ابونعیم فی حیلة الاولیاء والخلّاد فی جامعه بسندها عن عبد الله بن مسعودؓ قال والله لکانی اری (۱) رسول الله صلی الله علیه وعلی اله وسلم فی غزوة تبوک وهو فی قبر عبد الله ذی البجادین وابوبکرؓ وعمرؓ یقول ادینا منی اخاکما واخذه من قبل القبلة واسنده فی لحده ثم خرج فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا (۲) یدیه یقول اللهم انی امسیت عنه راضیا فارض عنه وکان ذلک فی اللیل قال ابن مسعودؓ فوالله لقد رایتنی ولوددت انی کنت مکانه واسلمت قبله بخمسة عشر سنة۔ رفع الستر عن کیفیه ادخال المیت وتوجیه الی القبلة فی القبر ۔ لمولانا محمد عبد الحی الکهنوی الانصاری الحنفی مجموعة الرسائل الست ص ۱۵۷۔

(۱) بهذ الحدیث وامثاله الواردة فی الصحاح استنبطو اجواز تصور الشیخ وله وجه لکنه لا یفهم الناظر ۱۲ المولانا محمد عبد الحی فرنگی محلی لکھنویؒ حاشیه علی رفع الستر الخ

(۲) بهذ الحدیث ظهر ان الدعاء للمیت بعد الدفن رافعا یدیه سنة کما وردت به الاحادیث الاخر ایضا ۱۲ مولوی عبد الغفور الرمضانپوری۔ حاشیه علی رفع الستر

ابونعیمؒ حلیۃ الاولیاء اور خلادؒ اپنی جامع میں اپنی اپنی سندوں سے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انھوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم غزوۂ تبوک کے موقع پر گویا میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبد اللہ ذی البجادین کی قبر میں اترے ہوئے ہیں اور (ان دونوں سے) فرمارہے ہیں کہ اپنے بھائی عبد اللہ کو میرے قریب کرو اور عبد اللہؓ کو جانب قبلہ سے قبر میں لیا اور لحد میں ان کو ٹیک لگائی، پھر قبر سے باہر ہوئے اور جب دفن سے فارغ ہو گئے تو قبلہ رخ ہو کر اپنے دونوں دست مبارک اٹھا کر دعا فرمائی کہ یا اللہ آج کی رات میں عبد اللہ ذی البجادین سے راضی اور خوش ہوں آپ بھی ان سے راضی ہو جائے یہ واقعہ رات کا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خود اس شدید تمنا وخواہش میں گھرا ہوا محسوس کر رہا ہوں کہ کاش میں عبد اللہ ذی البجادینؓ کی جگہ ہوتا، حالانکہ میں ان سے پندرہ سال قبل مسلمانوں ہو چکا تھا۔

(مجموعۃ الرسائل الست ص۵۷ المولانا محمد عبد الحی لکھنویؒ)

سجدۂ شکر کے بعد ہر بار کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن سعد بن ابی وقاص قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ تريد المدنية فلما كنا قريبا من عزوزاء نزل ثم رفع يديه فدعا الله ساعة ثم خرساجدا فمكث طويلا ثم قام فرفع يديه ساعة ثم خرساجدا فمكث طويلا ثم قام فرفع يديه ساعة ثم خرساجدا قال انی سألت ربی وشفعت لامتی فاعطانی ثلث امتی فخررت ساجدا الربی شكرا ثم رفعت راسی فسالت ربی لامتی فاعطانی ثلث امتی فخررت ساجدا لربی شكرا ثم رفعت فسألت ربی لامتی فاعطانی الثلث الا

دعا کرتے ہوئے دیکھا کہ میں دونوں ہاتھ کی ایک ایک انگلی سے اشارہ کررہا تھا تب مجھے منع کیا اس لئے کہ دعاء میں تضرع ورغبت ظاہر کرنے کے لئے دعاء میں دونوں ہاتھوں کو پھیلا دینا واجب ہے۔

اور توحید کی طرف اشارہ کی غرض سے صرف ایک انگلی سے اشارہ کرے جیسا کہ تشھد میں کیا جاتا ہے۔

علامہ باجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دعاء میں ہاتھ اٹھانا ادباً واجب ہے۔

زرقانی شرح موطا للامام مالکؒ باب العمل فی الدعاء جلد اول ص ۳۹۲۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء فرمائی

قال تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول اللہ تعالیٰ رب انهن اضللن كثيرا من الناس الی رحیم وقول عیسیٰ بن مریم ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم فرفع يديه وقال اللهم امتی وبكی فقال الله تعالیٰ يا جبريل اذهب الی محمد (صلی الله عليه وسلم) وربك اعلم فاسأ له مايبكيك ؟ فاتاه جبريل فسأ له فاخبره بما قال وهو اعلم فقال تعالیٰ يا جبريل اذهب الی محمد (صلی الله عليه وسلم) فقل له انا سنرضيك فی امتك ولا نسوء ك ۔ لمسلم ۔

جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد جلد ثانی ص ۱۷۸۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا قول: رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ الی رحیم (۱) اور عیسی علیہ السلام کا قول: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۲) کی تلاوت فرما کر اپنے دونوں مقدس ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ میری امت اور روئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کے رونے کی وجہ پوچھو حالانکہ پروردگار عالم خوب جانتے ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام، حضور اکرم صلی اللہ کی جناب میں تشریف لائے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر اللہ رب العزۃ کو خبر دیا حالانکہ اللہ رب العزۃ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کہو کہ آپ کی امت کے بارے میں، ہم آپ کو عنقریب خوش کر دینگے اور رنجیدہ نہ کرینگے۔

(مجمع الزوائد جلد ثانی ص ۱۷۸)

نماز کے سلام کے بعد قبلہ رخ ہونے کی حالت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے

اخرج ابن ابی حاتم باسناده عن ابی هريرةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع يديه بعد ماسلم وهو مستقبل القبلة ـ فقال اللهم خلص الوليد بن الوليد الخ ذكره

---

(۱) اے میرے پروردگار ان بتوں نے میرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی۔ اور جو شخص (اس باب میں) میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں۔ سورۃ ابراہیم رکوع ۶۔

(۲) اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ (سورۃ مائدہ رکوع ۱۶)

ابن کثیر فی تفسیرہ نحت قولہ الا المستضعفین من الرجال والنسآء الایۃ ۔

وفیہ علی بن زید جدعان روی لہ مسلم مقرونا بالغیر قال ابن دقیق العید فی حدیث ابن مسعودؓ فی النبیذ من طریقہ عند احمد ودار قطنی فقد ذکر بالصدق حکاہ الزید یلعی (۱-۱٤۱)۔

وقال العجلی یکتب حدیثہ ومثلہ قال ابن عدی وغیرہ وقال ابن معین ما اختلط علی بن زید قط وقال یعقوب بن ابی شیبہ ثقہ صالح الحدیث ۔

(کمافی التہذیب ۷-۳۲۳، معارف السنن جلد ۳ -ص ۱۲۱ و ۱۲۵)

ابن ابی حاتمؒ نے اپنی اسناد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے سلام کے بعد قبلہ رخ ہوتے ہوئے اپنے دونوں دست اقدس بلند فرمائے اور دعاء کیا، اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دے۔ اس حدیث کو ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں تحت قول باری تعالیٰ الا المستضعفین من الرجال والنساء الایۃ ذکر کیا ہے۔

(معارف السنن جلد ۳ -ص ۱۲۱ و ۱۲۵)۔

دعاء میں دونوں ہاتھ پھیلانے کی تاثیر

شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رات کے وقت دعاء کرنے میں مصروف تھا، میرے دونوں ہاتھ خدا کے حضور میں پھیلے ہوئے تھے، اسی اثناء میں مجھے ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوئی تو میں نے ایک ہاتھ سمیٹ لیا۔ پھر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اسی طرح سو گیا اتنے میں ایک ہاتف غیبی نے صدا دی اے ابوسلیمان! ہم نے تمہارے پھیلے ہوئے ہاتھ میں وہ سب کچھ رکھ دیا جو تمہیں مطلوب تھا اور اگر تم دوسرا ہاتھ بھی اسی طرح پھیلائے رکھتے تو ہم اسے بھی

بھر دیتے۔ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے قسم کھائی تھی کہ خواہ کیسی ہی گرمی ہو یا سردی، دعاء کے وقت ''دونوں ہاتھ پھیلائے رکھوں گا''۔''تاریخ بغداد ۱۰/۲۴۹)

خدایا ہاتھ اٹھاؤں عرض مطلب سے بھلا کیوں کر

کہ ہے دست دعا میں گوشۂ داماں اجابت کا

حضرت مومنؔ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید میں بعد فراغ نماز دعاء میں رغبت کا حکم

وقد أخرج عبد الله بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردويه من طرق عن ابن عباس رضي الله عنهما في قـوله تعـالى :{فَـإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ}

قال اذا فرغت من الصلاة وانصب في الدعاء واسأل الله وارغب اليه ذكر ابن جرير والسيوطى

عبد اللہ بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن أبي حاتم، ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضي اللہ عنہما کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے اس قول:{فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ} میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یہ کہ اے محبوب جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جایا کریں اور اللہ تعالیٰ سے مانگا کریں" الدعاء بعد الصلوات المکتوبہ صہ ۲۹

عن عبد الله بن مسعود رضي الله (فَإِذَا فَرَغْتَ) من الصلاة (فَانْصَبْ) الى الدعاء (وَإِلى رَبِّكَ فَارْغَـبْ) في المـسأله – ذكـره الـسيوطى وقـال اخرجه ابن ابي الدنيا في الذكر

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (فَإِذَا فَرَغْتَ) یعنی جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں (فَانْصَبْ) تو دعا میں مشغول ہو جائیں (وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ) اور سوال کرنے میں اپنے رب کی طرف ہی راغب ہوا کریں۔

واخرج عببد الرزاق وعبد بن حميد وابن جرير وان المنذر عن قتادة رضى الله عنه:{فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ} قال اذا فرغت من صلاتك (فَانصَبْ) في الدعاء ذكره السيوطي والجصاص

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادة رضي الله عنہ سے روایت کی ہے کہ :{فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ} سے مراد یہ ہے کہ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں تو اپنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا میں مشغول کریں

عن قتادة والضحاك ومقاتل في قوله تعالى :{فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ} اي اذا فرغت من الصلاة المكتوبة فانصب الى ربك في الدعاء وارغب في المسألة يعطك – رواه فخر الدين الرازي والسيوطي

حضرت قتادہ، ضحاک اومقاتل اللہ تعالی کے قول :{فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ} میں بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ جب آپؐ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں تو اپنے آپ کو اپنے رب کی طرف دعا کرنے میں مشغول کریں اور سوال کرنے (مانگنے) میں اسی کی طرف راغب ہوں وہ آپ کو عطا فرمائے گا" الدعاء بعد الصلاۃ ۳۱ – ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نماز فجر کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن الاسود العامري عن ابيه ؓ قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر سلم انحرف ورفع يديه ودعا رواه ابن ابي شيبة

اسود عامری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعیت میں نماز فجر ادا کی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ایک طرف گھوم کر اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی" الدعاء بعد الصلاۃ ص۴

ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عن محمد بن ابی یحیی قال رأیت عبد الله بن الزبیر ورأی رجلا رافعا یدیه یدعو قبل ان یفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال له ان رسول الله صلى الله علیه وسلم لم یکن یرفغ یدیه حتى یفرغ من صلاته روا المقدسي والطبراني كما قال الهيثمي وقال ورجاله ثقات

محمد بن ابی یحیی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور انھوں نے ایک شخص کو ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے ہوئے دیکھا قبل اس کے کہ وہ نماز سے فارغ ہوتا پس جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس سے عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا بیشک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (دعا کے لئے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ نہ ہو جائیں" _ الدعاء بعد الصلاۃ ص۱۴

ھو الحی لا الہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سید الاولین والاخرین وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاھرین۔

احقر ظفر احمد صدیقی بن المرشد الزاہد حضرت مولانا الشیخ صوفی ابو الحسینؒ بن المرشد العلامہ الفہامہ مولانا الشیخ محمد محسنؒ بن المرشد الفقیہ العالم الجلیل والفاضل النبیل مولانا الشیخ رجب علی برادر حقیقی مرشد کامل مصلح ہند وبنگال المحدث الفقیہ العبقری مولانا الشیخ کرامت علی صدیقی جونپوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

محلہ ملاٹولہ۔ شہر جونپور۔ یو۔ پی۔ (ہند)

۱۴ رشوال المکرّم ۱۴۲۶ھ یوم الجمعۃ الموافق ۱۸ رنومبر ۲۰۰۵ء

الحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصالحات

نقل مکتوب جناب مولانا محمد منظور احمد صاحب نعمانی مدیر ''الفرقان'' لکھنؤ۔

از محمد منظور احمد نعمانی عفا اللہ عنہ ۱۰ ردسمبر ۱۹۸۰ء

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

محترمی جناب مولانا ظفر احمد صدیقی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

جناب نے ازراہ عنایت اپنی تصنیف ''دفع الهفوات'' عطا فرمائی تھی۔ میں نے حسب وعدہ ارادہ کیا تھا کہ جستہ جستہ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھوں گا۔ لیکن جب شروع کیا تو قریباً پوری ہی کتاب کا مطالعہ کیا۔

الحمد للہ مجھے علمی نفع بھی ہوا اور عملی بھی (۱) صرف اسی بات کی اطلاع کے لئے یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ جزاکم الله تعالیٰ۔

دعاء بعد المکتوبۃ کا انکار اسی طرح رفع الیدین کا انکار بلاشبہ غلط اور تفریط ہے۔

---

(۱) اس جملہ میں ایک طرف جہاں کتاب کے فاضل مصنف حضرت مولانا ظفر احمد صدیقی جونپوری صاحب کے رسوخ علم اور ان کی قوت تحقیق ودلیل کی طرف بلیغ اشارہ اور اعتراف ہے تو وہیں دوسری طرف خود حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحب مرحوم کیلئے، ایک انصاف پسند اور دیندار عالم دین ہونے کا ثبوت بھی موجود ہے۔

جناب مولانا محمد مجیب اللہ ندوی صاحب مصنف اسلامی فقہ کا تبصرہ،

جو ماہنامہ ارشاد ۱۹۸۲ء اعظم گڈھ، میں شائع ہوا۔

مولانا ظفر احمد صاحب جونپوری مولانا کرامت علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے احفاد میں ہیں مولانا کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔اس سے پہلے مولانا مفتاح الجنہ پر قیمتی حواشی لکھ کر اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے لکھی گئی ہے کہ فرض وسنت نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے۔ جو لوگ اس کو خلاف سنت یا بدعت کہتے ہیں انھوں نے اس سلسلہ کی تمام حدیثوں پر غور نہیں کیا ہے۔مولانا ظفر احمد صاحب نے اس سلسلہ میں اتنی دیدہ ریزی اور تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کے ہر پہلو پر جامع بحث کی ہے کہ اب اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔اگر مسلکی تحزب سے کام نہ لیا جائے تو پھر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو نہ صرف سنت کہنا صحیح ہوگا بلکہ دعا میں تاثیر پیدا کرنے کیلئے یہ انتہائی ضروری ہے۔

یہ کتاب ہر صاحب علم کے مطالعہ کے لائق ہے۔اس کا خلاصہ اگر عربی زبان میں آجاتا تو بہت اچھا ہوتا۔عربوں میں عام طور پر نماز کے بعد دعا نہ مانگنے کا رواج ہے اور وہ اسی کو سنت کہنے لگے ہیں ممکن ہے کہ اس سے ان کی غلط فہمی دور ہو جائے

ماہنامہ جامعۃ الرشاد۔اعظم گڈھ۔جلد ۲ شمارہ ۱۸-۱۹

جولائی واگست ۱۹۸۲ء مطابق شوال وذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

دار التالیف والترجمہ جامعۃ الرشاد اعظم گڈھ (یوپی)

واضح رہے کہ مولانا منظور احمد نعمانی صاحب مرحوم کا موقف اس کے برخلاف تھا اور وہ اپنے خیالات کا اظہار 'الفرقان' میں بہت پہلے کر چکے تھے اور شاید اسی لئے انھوں نے اپنے علمی نفع کے ساتھ عملی نفع کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ عمل، علم کا بہر حال محتاج ہے۔ (ابوذر انصاری)

باسمہ سبحانہ

جناب مولانا قمرالزماں صاحب، مبارکپوری ناظم جعفرلائبریری مبارک پور ضلع اعظم گڈھ کا مکتوب

۲۲/جولائی ۱۹۸۲ء

مکرم ومحتشم سلام رحمت

میں نے آپ کی کتاب ''دفع الہفوات برفع الایدی فی الدعوات'' لائبریری میں آپ کی طرف سے ہدیہ کردی ہے۔لوگ اس کارآمد کتاب کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں گے اور آپ کو اس کا اجر ملے گا۔

کتاب بڑی تحقیق اور فقہی بصیرت کے ساتھ لکھی گئی ہے اس کی سطر سطر آپ کی علمیت اور خاندانی وراثت علمی کی مظہر ہے۔

آپ تصنیف وتالیف کی طرف مستقل متوجہ رہیں تا کہ تعمیر ذہن اور تشکیل شخصیت کا اہم کارنامہ آپ کے فکر وقلم سے وابستہ رہے۔

آپ کے مشاغل اگر اجازت دیتے ہوں تو ضرور ہمہ تن اس طرف راغب رہیں۔

آپ کے پاس علم ومعلومات کی کمی نہیں ہے۔اپنی ذات سے آپ تنہا انجمن ہیں۔

حضرت مولانا کرامت علی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر کرامت اکیڈمی یا اس طرح کا کوئی اور نام رکھکر خدمت قوم میں لگ جایئے خدا آپ کو سیف قلم سے جہاد کا پورا اجر دے گا اور ہم تشنگان علم کی پیاس بجھنے کا سامان فراہم ہوجائیگا۔

اسی بہانے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی اشاعت کے مواقع بھی پیدا ہوجائیں گے جو علم دین کی بڑی خدمت ہوگی۔والسلام

آپ کا اپنا
قمرالزماں مبارکپوری

ہماری حالیہ دو کتابوں پر ماہنامہ جامعۃ الرشاد اعظم گڈھ نے جو تبصرہ شائع کیا ہے وہ پیش خدمت ہے اس کے مطالعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری مطبوعات کس قدر مفید معلومات افزا اور ہر صاحب علم کے لئے لائق مطالعہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ناشر

عزیز الفتاوی معروف بہ الفوز العظیم

مولانا شاہ صوفی ظفر احمد صدیقی صاحب

صفحات ۳۲۰ قیمت ایک سو دس =/110 روپیہ سنہ اشاعت ۱۹۹۶ء

حضرت مولانا کرامت علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت اصلاح و تبلیغ کا جو مثالی کارنامہ انجام دیا ہے اہل علم اس سے بخوبی واقف ہیں انہیں کے خانوادے کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ ظفر احمد صدیقی جونپوری گذشتہ پچاس برسوں سے اصلاح و تبلیغ میں مصروف ہیں وعظ اور ارشاد کے ساتھ تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی مسلمانوں کی صلاح و فلاح کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ دفع الہفوات، مصباح السنۃ، حاشیہ مفتاح الجنۃ، تنویر الظلام، خیر الذکر الخفی، من و عن اور سیماء المسلمین وغیرہ کتابیں ان کے قلم سے نکل چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی ان کی بڑی کاوش ہے یہ اصلاً ان کے تقریباً ایک سو چالیس فتاوے کا مجموعہ ہے جو انھوں نے مختلف عنوانات اور موضوعات کے تحت سپرد قلم کئے ہیں۔ اس سے ان کی فقہی بصیرت کے ساتھ ژرف بینی اور گہرے شعور وادراک کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ فتاوے متعدد لحاظ سے بڑے اہم ہیں بقول مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی مدظلہ انھوں نے فتاویٰ نویسی کی اہم ذمہ داری کو بدرجہ اتم پورا کیا ہے اس کے مطالعہ سے یقیناً دینی اور فقہی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اس کا مقدمہ اسلامی فقہ کے مصنف حضرت مولانا مجیب اللہ ندوی مدظلہ کے قلم سے ہے امید ہے اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا۔

حقیقت ذکر

صفحات ۳۲ قیمت =/20 روپے

از حضرت مولانا شاہ صوفی ظفر احمد صدیقی صاحب جونپوری

یہ کتابچہ حضرت مولانا شاہ صوفی ظفر احمد صدیقی جونپوری کا ایک وعظ ہے جو انہوں نے ضلع نواکھالی بنگلہ دیش میں دس ہزار کے مجمع میں فرمایا تھا۔ اس میں موصوف نے ذکر کی حقیقت بیان فرمائی ہے، قرآن و حدیث کے ساتھ مستجاب الدعوات، صلحاء اور صوفیاء و مشائخ کے حالات و واقعات سے مثالیں دے کر حقیقت ذکر اور اس کی اہمیت افادیت اور ضرورت کا احساس دلایا ہے۔ یہ اگرچہ نامکمل ہے تاہم افادیت سے خالی نہیں، تصوف و سلوک کی راہ طے کرنے والوں کے لئے یقیناً یہ ایک تحفہ ہے۔

ڈاکٹر الیاس اعظمی

ماہنامہ جامعۃ الرشاد اعظم گڈھ فروری ۲۰۰۴ء

ملنے کا پتہ: ابوذر انصاری (ناظم) المجمع الکرامتیہ، تاڑتلہ، جونپور (یوپی) انڈیا

ہماري ديگر مطبوعات

(۱) انوار محدي ﷺ ترجمہ شمائل ترمذي =/100

مترجمہ -ہادي بنگال وہند حضرت مولانا کرامت علی جونپوری صاحب رح

یہ حدیث کی معتبر کتاب شمائل ترمذی کا اردو زبان میں قدیم ترجمہ ہے جو خود مترجم رحمۃ اللہ علیہ کے وضاحتی حاشیۃ اور جابجافقہي مسائل کے بیان سے آراستہ ہے۔ اس میں حضرت مولانا مجیب اللہ ندوی صاحب مد ظلہ العالی کا قیمتی مقدمہ شامل ہے۔ یہ کتاب ہر صاحب ذوق کیلئے بہترین تحفہ ہے۔

(۲) عزیز الفتاوی معروف بہ الفوز العظیم =/100

(۳) دفع الھفوات =/60

اس کتاب کا پورا نام دفع الہفوات برفع الایدی في الدعوات ہے۔ فاضل مصنف مفتی اعظم شیراز ہند حضرت مولانا صوفی ظفر احمد صدیقي صاحب نے یہ کتاب اس مسئلہ کی وضاحت میں لکھي ہے کہ نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے۔ اسلامی فقہ کے مصنف حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولانا ظفر احمد صاحب نے اس سلسلہ میں اتنی دیدہ ریزي اور تحقیق کے ساتھ مسئلہ کے ہر پہلو پر جامع بحث کی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نھیں ہے یہ کتاب ہر صاحب علم کے مطالعہ کے لائق ہے اس کا خلاصہ اگر عربی زبان میں آجاتا تو بہت اچھاتھا - دفع الہفوات کے مطالعہ کے بعد حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب نے مصنف کے نام لکھے اپنے مکتوب میں اس کتاب کی افادیت کا یوں اعتراف کیاہے "الحمد للہ (اس کے مطالعہ سے) مجھے علمی نفع بھی ہوا اور عملی بھی۔ اسی اطلاع کے یہ عریضہ لکھ رہاہوں"

آپ بھی اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے آج ہی ہم سے رجوع کیجئے

(۴) مفتاح الجنہ مع مصباح السنتہ =/100

اردو زبان میں مسائل فقہ کی سب سے پہلی کتاب مفتاح الجنہ مصنفہ حضرت مولانا شاہ کرامت علی صاحب جونپوري رحمۃ علیہ جس کی افادیت آج بھی مسلم جس میں وضو، نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ مسائل کے ساتھ ہی عورتوں

کی طہایت ونماز وغیرہ مسائل بھی بڑی صفائی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں -اور نئے تقاضوں کے پیش نظر مفتاح الجنۃ پر اسی خانوادے کے چشم وچراغ حضرت مولانا شاہ صوفی ظفر احمد صدیقی صاحب نے نہایت قیمتی حواشی سپرد قلم کئے ہیں -اس حاشیہ نے پورے برصغیر کے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیاہے یہ مسلمان ضرورت ہے ہر گھر میں رکھنے کے لائق ہے۔

(5) من وعن =/10

اقامت صلوۃ عیدین سے متعلق ایک استفتاء کے دو مختلف فتاوے اور پھر ان کی تحقیق وتائیدیں فاضل مقتیان کرام (مفتئ اعظم شیراز ہند حضرت مولاناشاہ صوفی ظفر احمد صدیقی صاحب اور مدرسہ ریاض العلوم گرینی کے مدرسین ومفتی صاحبان) کی بذریعہ خط مفید افہام وتفہیم جن سے حقائق کھل کر سامنے آجاتے ہیں ۔ من وعن پیش کردیئے گئے ہیں ۔ اس کا مطالعہ چشم بصیرت کھولنے کے لئے از بس کافی ہے، ضرور پڑھئے ۔

(۶) تنویر الظلام =/10

یہ کتاب اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے لکھی گئی ہے کہ جماعت کے لئے جب اقامت دی جائے تو لوگ کب کھڑے ہوں فاضل مصنف نے بخاری مسلم داؤد شریف وغیرہ حدیث کی معتبر کتابوں اور ان کے مستند حواشی کے ساتھ بھرپور استدلال کیاہے -اوواضح کیاہے کہ احناف کے نزدیک حی علی الصلوۃ یاحی علی الفلاح یاقد قامت الصلوۃ پر کھڑے ہونا مستحب ومسنون ہے -مسئلہ کی حقیقت جاننے کے لئے اس کا مطالعہ ضرور کیجئے ۔

(۷) سیماءالمسلمین =/10

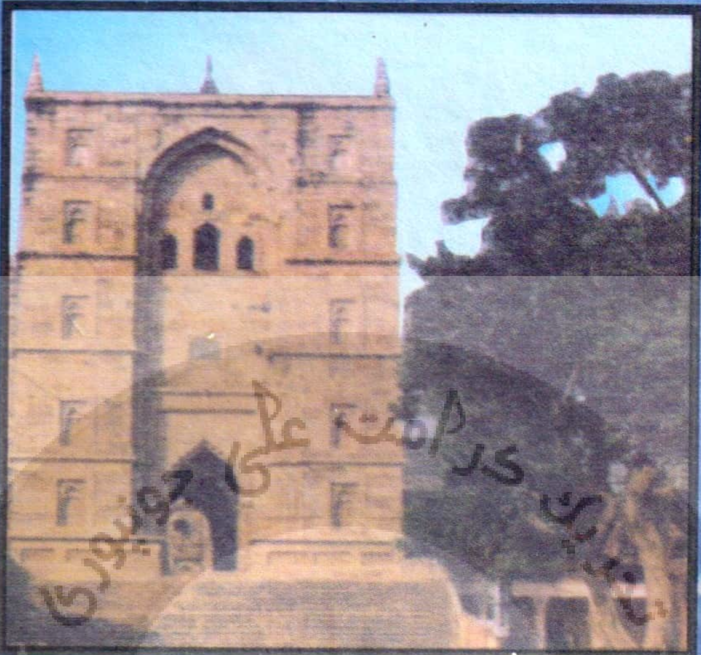
اس کتاب یں سفید بالوں میں خضاب غیر سواد کی مسنونیت پر کیئے گئے سوال اور اعتراض کا احادیث صحیح اود فقہ کی عبارات کے حوالہ سے مسکت جواب دیاگیاہے ۔ مصنفہ حضرت مولانا شاہ صوفی ظفر احمد صدیقی صاحب۔ اس کا مطالعہ کرکے آپ بھی فائدہ اٹھائیے۔

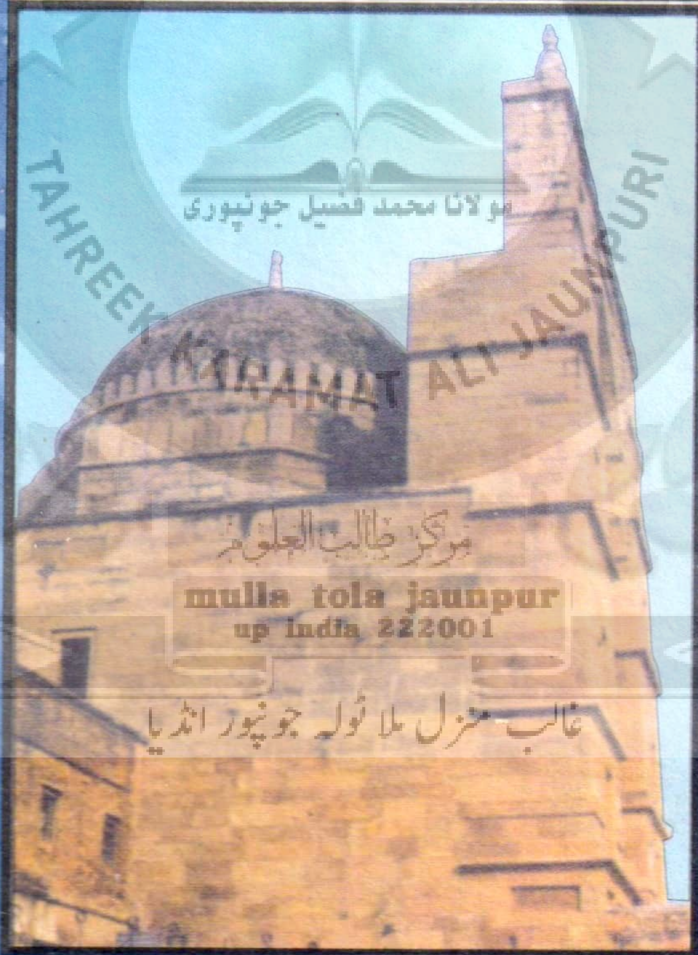
(۸) خیر الذکر الخفی =/5

(۹) حقیقت ذکر =/20

(۱۰) سرمایہ دارین =/20.

مسجد جامع الشرق جونپور کے نو تعمیر باب شرقی کا بیرونی منظر





آغاز
تعمیر ثانی
باب شرقی
۱۲ شوال
المکرم
۱۳۹۹ھ
یوم الجمعۃ
عرض
۴۵ فٹ

اختتام
تعمیر ثانی
باب شرقی
۱۴۱۳ھ
بلندی سطح
زمین سے
۷۵ فٹ

مسجد جامع الشرق جونپور کے نو تعمیر باب شرقی کا جنوبی منظر جس میں اسکا نو تعمیر گنبد بھی دیکھا جاسکتا ہے۔
الحمدللہ ان دونوں کی تعمیر ثانی حضرت مولانا ظفر احمد صدیقی صاحب مدظلہ کے کارناموں میں شامل ہے
(ابوذر انصاری)